عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی !!

اِدارۂ اشرفیہ عزیزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ/ اگست ۲۰۱۰ء

RegNo.P476

جلد:ھشتم

شمارہ:12

فہرست

فی شمارہ: -/15 روپے

سالانہ بدل اشتراک: -/180 روپے

ملنے کا پتہ: پوسٹ آفس بکس نمبر 1015، یونیورسٹی کیمپس، پشاور۔

ای۔میل: physiologist72@yahoo.com

mahanama_ghazali@yahoo.com <<<

saqipak99@gmail.com

ویب سائٹ: www.iaa.org.pk

ذِکر الٰہی (قسط۔۱۶)

(حضرت مولانا اشرف صاحب سلیمانیؒ)

ذکر و طمانیت قلبی و نزول سکینہ:

انسانی قلوب وارواح فطرتاً مستور ازل (خدا کی ذات) کے طالبِ وشیدائی ہیں۔کہ انسان کا خمیر عشق ومحبت کے آب وگل سے ہوا ہے۔'یوم الست' کی نفی میں ربوبیتِ کبریٰ کی تجلی نے 'ارواح' کے اندر جذب الی اللہ اور اشتیاق ربانی کی تخم ریزی کردی تھی۔اسی طرح ازل میں بنی آدم نے تکلیفاتِ شرعیہ کے بارِ امانت کے اٹھانے اور سنبھالنے پر جو آمادگی ظاہر کی وہ بھی اسی جذبۂ عشق کا نتیجہ تھی جو انسانی قلوب کے اندر فطرتاً ودیعت کردیا گیا تھا۔جیسا کہ محققین نے تصریح کی ہے۔حدیث شریف میں ہے:

انّ الا مانة نزلت فی جذر قلوب الرجال ثم علموا من القران ثم علموا من السنة. (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری ومسلم،ص۔۴۶۱،بروایت حذیفہؓ)

ترجمہ: (ازل میں) امانت کا نزول انسانوں کے دلوں کی جڑ میں ہوا تھا۔(پھر اس عالم میں اس نورِ امانت کی برکت سے بتوفیق الٰہی) انہوں نے قرآن کو جانا پھر سنت کا علم حاصل کیا۔

حافظ نے کیا خوب کہا ہے:

دوش دیدم کہ ملائک درمیخانہ زدند
گل آدم بسرشتند وبہ پیمانہ زدند
آسماں بارِ امانت نتوانست کشید
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

اس جذبہ روحانی اور جذبہ عشق نے ارواح وقلوب کے اندر محبوب حقیقی کا اشتیاقِ والہانہ اور اس کی جستجو وطلب، تلاش ویافت کا داعیہ پیدا کردیا ہے اور ان کا سکون وقرار اسی ذاتِ جلیل وجمیل کا دھیان واشتغال اور یاد وذکر کو بنادیا ہے کہ محبِّ صادق کا سرمایہ تسکین وطمانیت، محبوب ویادِ محبوب ہوتا ہے۔بقول شخصے

دردو عالم از دو عالم ایں ہمیں خوش آید مرا
روئے تو یا بوئے تو یا خوئے تو یا کوئے تو

ترجمہ: دونوں جہانوں میں دونوں جہانوں سے زیادہ ہمیں جو چیز زیادہ پسند آتی ہے وہ آپ کا چہرہ، آپ کی خوشبو، آپ کی خوخصلت یا آپ کی گلی ہے۔

خصوصاً عشاق ربانی کیلئے تو چین وسکون کی واحد وتنہا جگہ خلوت گاہ حق ہی ہے۔ بقول عارف رومی

؎ گر گریزی بر امید راحتے ہم ازاں جا پیش آید آفتے

ہیچ کنجے بے دور بے دام نیست جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

ترجمہ: اگر راحت کی امید پر بھاگے تو اسی جگہ سے کوئی آفت پیش آ جاتی ہے۔ کوئی کونہ جال اور خطرے سے خالی نہیں۔ اللہ کی ذات کے ساتھ اکیلے ہونے کے علاوہ کسی جگہ آرام نہیں۔

حضرت والاؒ فرماتے ہیں:

؎ پناہ اے دل خدنگ ناز قاتل سے نہیں ملتی (خدنگ: چھوٹا تیر)

جو مل سکتی ہے تو پھر سایۂ دامان قاتل ہیں

اسے کب غموں سے رہائی ملے

جو وابستۂ ماسوای اللہ ہے

حضرت الشیخ قدس سرہٗ ایک گرامی نامہ میں ارقام فرماتے ہیں:

''اختلاط مع الانام بے شبہ تعلق باللہ میں حارج ہے۔ گو اپنی نیت صحیح ہو، جس کا ثواب ملے گا۔ مگر نجاستوں کی پلیدی سے تو چارہ نہیں۔ اگر کوئی کوئلہ کے گرد وغبار کو حسنِ نیت سے صاف کرے تو ثواب ملے گا۔ مگر ہاتھوں اور کپڑوں میں سیاہی لگنا ممکن ہے۔ اس دنیا میں سکون صرف، تعلق باللہ اور ترک علائق غیر میں ہے۔

؎ نہیں جمعِ دل جمع اسباب سے رہ جمعِ دل ذکر اللہ ہے''

اِس لئے اہل قلوب وسالکین کی ''کھفِ سکون واطمینان'' خلوت گاہ حق جل مجدہٗ ہے۔ جو 'ذکر حقیقی' (یعنی ذکر دائم اور طاعات ربانیہ) کا ثمرہ ہے یہی وجہ ہے کہ ''خاصان خدا'' کا یہ گروہ مجمع وتنہائی خلوت وجلوت ہر حال میں ہر آن قلباً وقالباً اللہ تعالیٰ میں شاغل رہتے ہیں۔ ان کی زبانیں ذکر ربانی سے تر، ان کے دل اس کی یاد سے روشن اور اُن کے اعضاء وجوراح اس کے احکام واوامر کی اطاعت وپیروی

سے خنک وشاداں رہتے ہیں۔ کہ 'خلوت گاہ حق' کا حصول 'مشغولیت بحق اور فراغتِ غیر سے ہی ممکن ہے جو ظاہر و باطن' قلب و جوارح کے جملہ احکام کے امتثال واشتغال سے میسر آسکتی ہے۔

فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا ۔ (المزمل۔۱۹)

ترجمہ: پس جس کا جی چاہے اپنے پروردگار کی طرف کا راستہ اختیار کرے۔

فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ مَاٰبًا ۔ (النبا۔۲۹)

ترجمہ: پس جو چاہے اپنے رب کے پاس اپنا ٹھکانا بنا رکھے۔

مزید برآں جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کو ایک خاص 'عنایت و التفات' 'محبت وعطا' کے ساتھ یاد فرماتے ہیں۔ ایک عاشق صادق اور طالبِ مخلص کے لئے اس سے بڑھ کر کیا انعام اور مسرت وچین کا کیا پیغام ہوسکتا ہے کہ اس کا 'ذکر' اسے یاد محبوب جل وعلیٰ میں لے آئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی توجہات ورحمت کو اس کی طرف مبذول کرادے۔

حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ ارقام فرماتے ہیں: ذکر کا خلاصہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق،

اُذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ ترجمہ: تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا

اس سے بڑھ کر نعمت کیا ہوسکتی ہے کہ ذاکر کو بوقت ذکر خود حق تعالیٰ یاد کرتے ہیں۔ ذرا اس کا تصور تو کیجئے اور جب اللہ کہئے تو تصور کے کان سے سنئے کہ عبدی کی آواز آتی ہے۔

ؔ اس سے بڑھ کر اور کیا میرے لئے انعام ہے

آپ خود سنتے ہیں آ کر جو میرا پیغام ہے (تذکرہ، ص۔۴۳۳)

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جو مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے میں بھی اسے (لطف ومحبت، رضا وعطا کے ساتھ) خود یاد کرتا ہوں۔ اور جو شخص مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے میں (فخر ومحبت و ستائش کے ساتھ) یاد کرتا ہوں"۔ (روح المعانی بحوالہ صحیحین، ص۔۳۴۰:۱)

حضرت ابو ہریرہؓ اور ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جب بھی لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے کیلئے بیٹھتے ہیں۔ تو (رحمت کے) فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں۔ رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ (اطمینان وچین والی رحمت) اُن پر نازل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ (فخر

وعنایت سے)ان کا تذکرہ ان (فرشتوں وغیرہ) سے کرتے ہیں۔جو ان کے پاس ہوتے ہیں''۔

(مشکوۃ،ص۔١٦٦،بحوالہ مسلم)

غرض اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ قدس میں ذاکر کا لطف ورضا کیساتھ ذکر ذاکر کیلئے گنجینہ سعادت بن جاتا ہے۔فرشتوں میں اس کا تذکرہ 'ملاء اعلیٰ' کی توجہاتِ خاصہ کو ذاکر کی طرف ملتفت کرادیتا ہے اور فرشتے جب رحمت الٰہیہ سے بھر کر ذاکر کو گھیر لیتے ہیں تو اُن کی 'ملکوتی تاثیر' سے 'قلبِ ذاکر' کے 'ملکات قدسیہ' زندہ اور بارآور ہوکر 'خصوصی رحمتوں' اور عنایات خاصہ کے سنبھالنے کے قابل ہوجاتے ہیں۔ایسی حالت میں بارگاہ الٰہی سے ایک خاص اطمینان وچین والی رحمت کا 'القا' ہوتا ہے جس کا پیہم نزول ذاکر کے قلب میں سکون وراحت والی ایک ''نسبت راسخہ'' اور 'ذاکر ومذکور' کے درمیان ایک 'رابطہ' 'قویہ' کے تحقق وثبات کا ذریعہ بن جاتا ہے۔گویا ذکر کی مداومت ومواظبت پر ذاکر کے قلب پر جس 'طمانیت خاصہ' اور پرسکون و پُرنور نسبت الٰہیہ کا فیضان فرمایا جاتا ہے۔اس کا ایک عنوان 'سکینہ' ہے جس کا کچھ حصہ ہر ذاکر کو ملتا ہے لیکن ''دائمی نسبت راسخہ'' کی حیثیت سے اس کا حصول انہیں 'خاصان خدا' کا نصیبہ ہے۔حقیقت ذکر جن کا مقام ہے۔

طمانیت قلبی و''سکینہ'' اہل اللہ کے دلوں کا سرمایہ ہے یہ وہ عطیہ ربانی ہے جسے تمام عالم کی متاع جمع کرلینے یا خرچ کردینے سے بھی حاصل نہیں کیا جاسکتا، سچ کہا ہے

ؔ قیمت خود ہر دو عالم گفتۂ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

ترجمہ: تونے اپنی قیمت دونوں جہان لگائی یہ تو بہت ارزان ہے نرخ کو ذرا اونچا کیجئے۔

اس متاعِ عزیز کی تمنا کرتے ہوئے ایک عاشقِ صادق فرماتے ہیں

ؔ می برد بے تابی دل کو بکو بر درت صبر وسکونم آرزوست

ترجمہ: مجھے دل کی بے تابی گلی گلی لے جارہی ہے۔اس کے دروازے پر سکون کی آرزو ہے۔

بہر حال ذکر کے آثار میں رضائے حق کے بعد ''طمانیت وسکینہ'' کی دولت سر فہرست ہے۔جو سالکین کے سینہ کو رشک بہاراں بنادیتی ہے

ؔ سوئے جناں بھی آنکھ اٹھانا ہے بار دل (سوئے جناں: جنت کی طرف)
سر کو جھکائے دیکھ رہا ہوں بہار دل

(جاری ہے)

غور و فکر

(ڈاکٹر فدا محمد صاحب دامت برکاتہٗ)

ایک دن بندہ اپنے شیخ و مربی حضرت مولانا محمد اشرف خان صاحب سلیمانی پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر تھا، آپؒ نے ایک واقعہ سنایا۔ فرمایا کہ عربوں کے ایک مشہور عالم شیخ طنطاوی نے ایک تفسیر جدید سائنسی معلومات کو بنیاد بنا کر لکھی۔ شیخ اونچے علمی مقام والی شخصیت تھے، عرب تھے۔ یہ تفسیر جب پاکستان پہنچی اور حضرت مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آئی تو آپؒ نے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور ہوائی جہاز کا ٹکٹ خرید کر شیخ طنطاوی سے ملنے تشریف لے گئے۔ شیخ سے فرمایا کہ تُو ہی بتا یہ قرآن مجید ہدایت کی کتاب ہے یا سائنس کی کتاب؟ جواب واضح تھا کہ یہ ہدایت کی کتاب ہے۔ حضرت بنوریؒ نے فرمایا تو یہ بتا اگر یہ سائنسی مفروضے کل بدل گئے تو کیا تو اپنی تفسیر کو بدلے گا؟ شیخ طنطاوی ایک حق پرست شخصیت تھے، فوراً قائل ہوئے اور فرمایا انتَ مَلَکٌ جئت لھدایتی. یعنی تو ایک فرشتہ ہے جو میری ہدایت کے لئے آیا ہے۔

قرآن مجید ہدایت کی کتاب ہے۔ اس نے اپنے ہدایت کے مضمون کو آیاتِ آفاقی اور آیاتِ انفسی کی مثالوں سے بیان کیا ہے۔ آیاتِ آفاقی کائنات میں پھیلی ہوئی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کو بیان کرنے والی آیتوں کو کہا جاتا ہے اور آیاتِ انفسی میں انسان کے اندر جو نشانیاں اس کی ساخت اور اعضا سے متعلق ہیں ان کا بیان ہے۔ بہر حال ان مثالوں کو انتہائی سادہ اور عام فہم طریقے سے بیان کیا گیا ہے تاکہ عامی سے عامی آدمی سمجھ سکے۔ اور ان مثالوں کے ذریعے سے ہدایت کے مضمون کو واضح کیا گیا ہے۔ چونکہ کتاب آسمانی ہے اور اللہ پاک کی جانب سے نازل ہوئی ہے اس لئے اس میں کسی جگہ کمزوری اور جھول نہیں ہے کہ اس کی کسی بات کا دنیا میں موجود کسی علم سے ٹکراؤ آرہا ہو۔ روز مرہ کی سائنسی ایجادات اس کے حقائق کی تائید ہی کرتی رہی ہیں۔ اگر کسی جگہ ٹکراؤ محسوس ہوا تو بفضلہٖ تعالیٰ قرآنی آیات اپنی جگہ پر رہیں جبکہ سائنسی حقائق تبدیل ہوئے۔ تب پتہ چلا کہ غلطی سائنسی حقائق کو سمجھنے میں تھی جو اہلِ سائنس پر پورے طور پر واضح نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ سورۂ یٰسٓ میں آیت

ہے وَ الشمس تجری لمستقر لھا کہ سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے۔ عرصۂ دراز تک سائنسی دنیا میں گلوبس کوپرنیکس کا نظریہ چل رہا تھا جس میں یہ تھا کہ سورج ساکن ہے اور زمین نیز باقی اجرامِ فلکی (Planets) متحرک ہیں۔ لوگوں کو اس کا احساس ہوتا رہتا تھا کہ یہ سائنسی اصول قرآن کی آیت سے ٹکرا رہا ہے۔ مفسرین سے جب بھی سائنسی لوگ بات کرتے تھے تو مفسرین واضح طور سے کہہ دیتے تھے کہ ہماری آیت اور تفسیر یہی ہے اگر چہ سائنسی نظریہ کچھ بھی ہو۔ آخر عرصۂ دراز کے بعد دوسرے سائنسدان سر فریڈرک ویلیم ہرشل نے انکشاف کیا کہ سورج اپنے نظامِ شمسی کو لئے ہوئے اپنی کہکشاں (Galaxy) میں کسی نا معلوم منزل کی طرف ایک راستہ پر سات لاکھ بانوے ہزار (۷۹۲۰۰۰) کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآنی آیت کی تفسیر اپنی جگہ پر رہی جبکہ سائنسی اصول پورا واضح ہو جانے کی وجہ سے بدل گیا۔

آج کل ایک رواج انگریزی پڑھے لکھے طبقے میں خاص طور سے دینی ذہن والے فزکس، کیمسٹری اور بائیولوجی کے پروفیسروں اور میڈیکل ڈاکٹروں میں نیز اردو کے پروفیسروں میں چلا ہے کہ قرآنی آیات کی تفسیر اپنے علوم کی روشنی میں خود کر رہے ہیں۔

سب سے پہلی کوشش تو غلام محمد گورنر جنرل نے کرائی۔ یہ ایک بہت خطرناک سازش تھی۔ جب غلام محمد نے دیکھا کہ پاکستان کے علماء شریعت کے نافذ کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں اور عوام بھی ان کا بھرپور ساتھ دے رہے ہیں تو اس کو اندازہ ہوا کہ اس مطالبہ سے جان چھڑانا مشکل ہوگا۔ اس لئے اس نے حل نکالا۔ غلام محمد خود انگریز کے دور میں فنانس سیکٹری رہا ہوا تھا۔ سازش کے تحت اِس بیورو کریٹ کو بغیر انتخاب کے اقتدار پر لائے ہوئے تھے۔ اس نے اپنے ایک سیکشن افسر غلام احمد پرویز کو ریٹائر کر کے اور کافی سارا فنڈ دے کر تفسیر لکھنے پر مقرر کیا، جس نے اپنی مرضی کی تفسیر لکھ کر ایک نیا دین پیش کر دیا۔ ایوب خان کے دور میں پرویز کی ترتیب کے نفاذ کی بھرپور کوشش کی گئی۔ چنانچہ عائلی قوانین جو ایوب خان نے نافذ کر لئے وہ پرویزی ترتیب والے تھے۔ پاکستان کے علماء نے جب ایوب خان سے کہا کہ ہماری اگر نہیں مانتے تو دنیائے اسلام کے عرب علماء کو بلا کر ان کے سامنے

پرویزیوں کو پیش کریں تا کہ پتہ چلے کہ ان کے نظریات ٹھیک ہیں یا نہیں۔ چنانچہ ایک مجلس (Seminar) میں جب پرویز کے پیروکاروں کی عرب علماء کے ساتھ نشست ہوئی تو عربوں کو حیرت ہوئی کہ یہ لوگ دین کو بیان کر رہے ہیں جبکہ ان کو عربی ہی نہیں آتی۔ اس پر یہ فتنہ کچھ تھما لیکن عائلی قوانین بہرحال نافذ ہو گئے تھے۔

پروفیسر و ڈاکٹر حضرات نیک نیتی سے یہ کام کرتے ہیں لیکن صرف نیک نیتی اور اخلاص کافی نہیں ہوتا، فنی مہارت کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ آدمی کا نیک نیتی سے خیر خواہ اس کا باپ، بھائی یا بیٹا ہوتا ہے لیکن آدمی اس سے علاج نہیں کرواتا بلکہ ماہر ڈاکٹر سے علاج کرواتا ہے کیونکہ اس میں علاج کی مہارت کی ضرورت ہے۔ اس طرح قرآن مجید کی کسی آیت پر سائنسی وطبی حقائق کی روشنی میں تبصرہ کرنا گویا تفسیر بیان کرنا ہے۔ تفسیر کے بیان کے لئے کئی علوم کی مہارت کی ضرورت ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کے بارے میں فرمایا ہے:

"کلامِ پاک کے معانی کے لئے جو شرائط و آداب ہیں ان کی رعایت ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ ہمارے زمانے کی طرح جو شخص عربی کے چند الفاظ کے معنی جان لے بلکہ اس سے بڑھ کر بغیر کسی لفظ کے معنی جانے اردو ترجمے دیکھ کر اپنی رائے کو اس میں دخل دے۔ اہلِ فن نے تفسیر بیان کرنے کے لئے پندرہ علوم کی مہارت ضروری بتلائی ہے:

۱۔لغت۔ جس سے الفاظ کے معنی معلوم ہوتے ہیں۔ ۲۔نحو، ۳۔صرف،

۴۔اشتقاق۔ لفظوں کی بناوٹ کا علم، ۵۔علمِ معانی، ۶۔علمِ بیان، ۷۔ علم بدیع

۸۔علمِ قرأت، ۹۔علمِ عقائد، ۱۰۔علمِ اصولِ فقہہ، ۱۱۔ علمِ اسبابِ نزول

۱۲۔ناسخ و منسوخ کا علم، ۱۳۔علمِ فقہہ، ۱۴۔علمِ حدیث،

۱۵۔ پندرھواں علم وہبی ہے جو باطن اور دل کی صفائی کے بعد تقویٰ کے بلند مقامات حاصل ہونے کے بعد اللہ پاک کی طرف سے ملتا ہے۔

قرآن پاک کی تفسیر کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ بعض آیات کی تفسیر قرآن مجید کی دوسری آیتوں میں ہوتی ہے۔ اس کے بعد احادیث تفسیر کا ذریعہ ہیں، پھر صحابہؓ کے اقوال ہیں۔ فقہہ کے ائمہ

عظام نے سالہا سال آیات واحادیث اوران کی تشریح اوپر بیان کئے ہوئے پندرہ علوم کی روشنی میں کر کے ایک ایک مسئلے کے بارے میں چھوٹی اور معمولی معمولی جذئیات کے فیصلے کر کے جلدوں کی جلدیں بھری ہوئی ہیں۔ چنانچہ ان آیات کی تفسیر میں تو مزید کوئی گنجائش نہیں ہے۔ کچھ آیات جو مظاہرِ قدرت کے بارے میں ہیں اور انسان کے بدن کے بارے میں ہیں، ان میں غور وفکر کی گنجائش ہے۔ لیکن غور وفکر سائنسی اور طبی علوم کے ماہرین کو علماءِ تفسیر کی مدد سے کرنا چاہئے۔ اپنے افکار اور اپنی تشریحات کو علماء تفسیر پر پیش کریں۔ وہ اس پر غور کریں، ان سے خوب بحث مباحثہ کریں۔ اگر وہ مان لیں تو بیشک یہ ایک علمی کام ہوگیا۔ قرآن مجید میں انسان کی پیدائش کے بارے میں جو آیات آئی ہیں، سعودی عرب کی حکومت نے ایک علمِ تشریح (Anatomy) کے ماہر کیتھ مور کو بلا کر اپنے علماء کی نگرانی میں اس سے کام کروایا اور حیرت انگیز انکشافات ہوئے۔ جس سے وہ عیسائی ڈاکٹر قرآن مجید کی حقانیت کا قائل ہوا۔ چند دن پہلے ڈاکٹر طارق صاحب نے اپنی ای میل سے ایک عجیب مضمون بندہ کو سنایا۔

جدید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ مچھر کی کمر کے اوپر ایک دوسرا کیڑا زندگی گزارتا ہے جس کو عام آنکھ سے دیکھنا ممکن نہیں۔
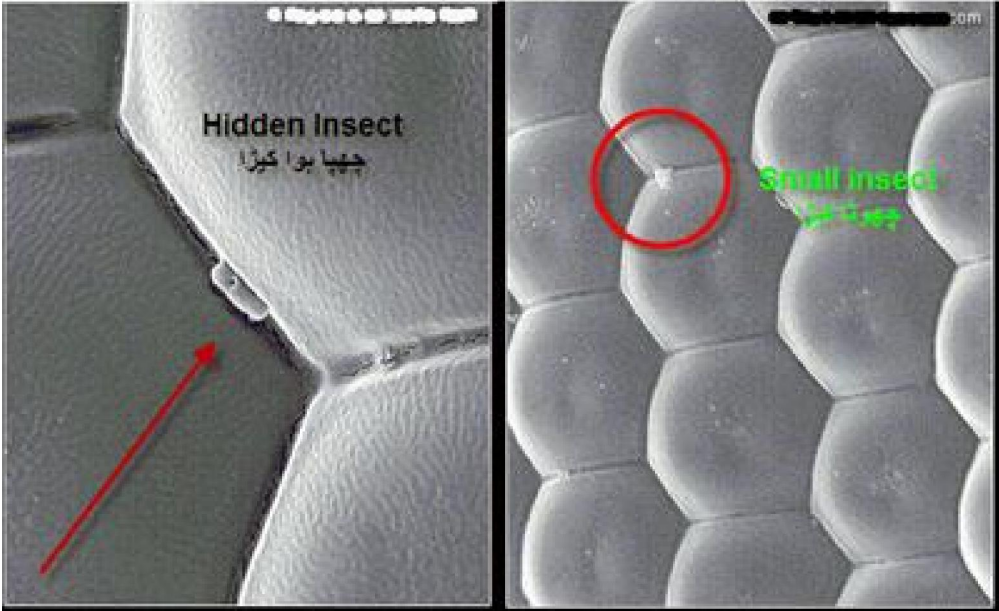
یہ تصویر خوردبین سے لی گئی ہے جو مچھر کی کمر کو واضح کر رہی ہے جہاں دوسرا نظر نہ آنے والا کیڑا بسیرا کرتا ہے۔ ایک طرف دائرے میں جبکہ دوسری طرف تیر کے نشان سے کیڑے کی نشاندہی کی

گئی ہے۔

قرآن مجید کی آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لاَ یَسْتَحیٖ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلاً مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا.

ترجمہ: بے شک اللہ شرماتا نہیں اس بات سے کہ بیان کرے کوئی مثال مچھر کی یا اس چیز کی جو اس سے بڑھ کر ہے۔ (یعنی حقیر ہونے میں مچھر سے بھی بڑھی ہوئی ہو)۔

اس آیت میں لفظ فوقہا کا معنی مفسرین یہی کرتے ہیں جو اوپر ترجمے میں بیان کیا گیا ہے۔ فوق کا لغوی معنی اوپر کے ہیں۔ تو اس میں اس طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نہیں شرماتا اس بات سے بیان کرے کوئی مثال مچھر کی یا جو چیز اس کے اوپر ہے۔

اس سب کو سن کر بندہ نے ان سے عرض کیا کہ یہ سارا مضمون ماہرینِ تفسیر حضرات جیسے حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب، حضرت عبدالقیوم حقانی صاحب اور حضرت مفتی غلام الرحمٰن ہیں، ان کو بھیجیں۔ وہ اس میں غور وفکر کر کے اگر قبول کر لیں تو اس کو پھر شائع کر دیں۔ جب تک ہمارے مفسرین ایک بات کو قبول نہ کریں ہم ہرگز اس کو قبول کرنے والے نہیں۔

حال ہی میں سلسلہ کے کچھ ماہرینِ سائنس حضرات نے تحریریں لکھیں۔ ان سب سے عرض ہے کہ جو سلسلہ میں بیعت ہوں، پہلے 'اصلاحِ نفس' کے تین درجوں کی کتب کا مطالعہ کریں۔ اس کے بعد ذکر اذکار اور مراقبات سے گزر کر باطن کی صفائی حاصل کریں۔ اس کے بعد کچھ لکھنے کا ارادہ ہو تو بندہ سے مشورہ کیا کریں۔ بندہ سے خود نہ ہو سکا تو مناسب اہل علم حضرات کی مدد سے آپ کی ایسی رہنمائی کا بندوبست کریں گے کہ آپ کی تحریر علمی لحاظ سے دنیائے اسلام میں عالمی معیار کی ہوگی اور آپ کے لئے آخرت کے عظیم اجر وثواب کا باعث ہوگی۔ وگرنہ تفسیر بالرائے والوں میں داخل ہو جائیں گے جن کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ وہ جہنم کی آگ میں اپنے لئے ٹھکانہ بنا رہے ہیں۔

تھوڑا مجاہدہ کر لیں، دل روشن ہو جائے تو اس سے وہبی علوم کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ ان علوم کا اتنا لطف ہے کہ آدمی ہفت اقلیم کی سلطنت کو اس کے سامنے گرد سمجھتا ہے۔

ملفوظاتِ شیخ (حضرت ڈاکٹر فدا محمد دامت برکاتہم)

(ظہور الٰہی فاروقی صاحب) (قسط نمبر: ۲۵)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا دینی فہم:

فرمایا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا دِینی فہم، مسائل کی باریکیوں کو سمجھنا اور ان کی تہہ تک جانا نہایت اعلیٰ تھا اور اسی بات میں وہ اپنے ہم عصروں پر فوقیّت رکھتے تھے۔ امام اعظمؒ کے زمانہ میں ایک واقعہ پیش آیا۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر صبح صادق تک تم نے مجھ سے کوئی بات نہ کی تو تمہیں تین طلاق، بیوی نے بھی غصّے میں کہا کہ مجھے بھی اللہ کی قسم کہ میں صبح صادق سے پہلے تم سے کوئی بات کروں تو سارے غلام آزاد۔ شوہر اس انتظار میں تھا کہ بیوی بات کرلے گی لیکن بیوی بھی اپنی قسم پر قائم رہی اور بات نہیں کی۔ اب صبح دونوں اپنی بات پر پشیماں ہوئے۔ پریشانی کی حالت میں وہ شخص علّامہ ابنِ سیرینؒ کی خدمت میں پہنچا اور واقعہ بیان کیا۔ ابن سیرینؒ نے فرمایا کہ طلاق ہوچکی ہے اور اب تیری بیوی تجھ پہ حرام ہے۔ وہ شخص امام اعظمؒ کے پاس پہنچا، امام اعظمؒ نے پورا واقعہ سننے کے بعد فرمایا کہ طلاق نہیں ہوئی۔ وہ آدمی پھر علامہ ابنِ سیرینؒ کے پاس گیا اور امام ابوحنیفہؒ کا فتویٰ سنایا۔ علامہ ابنِ سیرینؒ غصے میں بھرے ہوئے امام ابوحنیفہؒ کے پاس آئے اور کہا کہ تُو کیسے فتوے دیتا ہے۔ امام اعظم صاحبؒ نے ان سے بیان دُہروایا پھر فرمایا کہ خاوند کی طلاق کے بعد جو عورت نے قسم کھائی تو یہی تو صبح صادق سے پہلے کا کلام تھا جو کہ اس نے کیا۔ ابنِ سیرینؒ نے فرمایا واقعی جس جگہ تمہارا ذہن پہنچتا ہے ہمارا ذہن نہیں پہنچتا۔

ایک دوسرا واقعہ ہے۔ ایک بار امام اعظمؒ نے اپنے شاگردوں سے مسئلہ پوچھا کہ ہنڈیا میں اگر پرندہ گر کر مر جائے تو کیا کرنا چاہیئے؟ شاگردوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بتایا کہ شوربا پھینک دینا چاہیے اور گوشت کو دھو کر کھالینا چاہیے۔ امام اعظمؒ نے فرمایا اگر ہنڈیا گرم ہے اور پرندہ اس میں گر کر مر جائے تب تو شوربا اور گوشت دونوں پھینک دینے چاہئیں، اور اگر ہنڈیا ٹھنڈی ہے اور پرندہ گر کر مر جائے تو صرف شوربا پھینک دینا چاہئے اور گوشت کو دھو کر کھالینا چاہئے۔ بات یہ نہیں کہ امام اعظمؒ کا تقویٰ و علم حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر تھا بلکہ ممکن ہے کہ امام اعظمؒ کے سامنے یہ دونوں

صورتیں پیش آئی ہوں اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے صرف ایک صورت پیش آئی ہو یعنی ٹھنڈی ہنڈیا میں پرندے کا گرنا۔ یہ تو امام اعظمؒ کا فہمِ دِینی تھا، جو بات کی تہہ تک جا کر مسائل حل فرماتے تھے۔

بد گمانی سے بچنے کا طریقہ:

فرمایا کہ بدگمانی سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی ایسے خیالات کو شروع ہی میں رَد کر دے۔ ان کی طرف دھیان ہی نہ دے، وسوسے اُوپر ہی اُوپر سے گزر جائیں گے اور ان کو بالکل رَد کر کے توجہ ہی نہ دینے سے آدمی اس مرض سے محفوظ ہو جائے گا اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ جسمانی اور نفسیاتی امراض سے بھی بچا لے گا۔ اس کے بالمقابل نیک گمان کا فائدہ آخرت کے ساتھ دُنیا میں بھی حاصل ہوتا ہے۔ مثبت گمان رکھنے سے کئی قسم کے ذہنی امراض سے انسان محفوظ رہتا ہے۔ درست ذہن اور درست صحت والا انسان معاشرہ کے لئے فائدہ مند ہوتا ہے۔ اگر کسی بات میں ظاہری طور پر معصیّت والی صورت دیکھ کر بھی ہم نے مثبت گمان اختیار کیا تو اس کے لئے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہو گی اور ثواب بھی ملے گا۔ اور اگر اسی بات میں بدگمانی قائم کی تو اس کا آخرت میں جواب دینا ہوگا اور پورے ثبوت کے ساتھ ثابت کرنا پڑے گا۔

اچھا گمان رکھنے والے ایک نیک شخص کا واقعہ ہے کہ کوئی بزرگ فوت ہوئے۔ اُن کے ایک نیک مخلص مُرید نے سوچا کہ حضرت کی وفات کے بعد اب ان کے بیٹے سے اصلاحی تعلق قائم کرنا چاہیے۔ اُدھر بزرگ کے صاحبزادے شُکرانوں کے عادی، پلاؤ زردے پر ہاتھ صاف کرنے والے، معرفت وطریقت سے کوسوں دُور، والدِ محترم کی وفات کے بعد روک ٹوک والا کوئی نہیں، اب یار دوستوں کے ساتھ شراب وکباب کی محفلیں سجنے لگیں۔ یہ شخص جس وقت صاحبزادہ صاحب سے ملنے آیا تو اس وقت اس شخص کا ہم نام خادم صاحبزادہ صاحب کے لئے شراب لینے گیا تھا۔ اِس شخص نے جب دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے صاحبزادہ صاحب یہ سمجھ کر کہ خادم شراب لے آیا ہے، اس کا نام پکارا کہ آ گئے؟ اس مُرید نے اپنا نام جب صاحبزادہ کے منہ سے سنا تو اور بھی اس کی بزرگی کا قائل ہو گیا۔ فوراً اندر جا کر اس کی منت سماجت کرنے لگا کہ میں آپ کے والد کا خادم تھا اب آپ مجھے اپنا خادم (مُرید) بنا لیجئے۔ صاحبزادہ صاحب کو اپنی اصلیّت کا تو پتا تھا ہی، اس ڈر سے کہ کہیں نوکر شراب لا کر اس کی بزرگی کا

بھانڈا اس آدمی کے سامنے نہ پھوڑ دے، جان چھڑانے کی خاطر کہا کہ فوراً جاؤ! آج کے بعد باغ کی رکھوالی و خدمت تمہارے ذمّہ ہے۔ مُرید خوش ہوا کہ پیر صاحب نے خدمت ذمہ لگائی ہے، بیلچہ کدال اُٹھا کر نہایت محنت و اخلاص کے ساتھ باغ کی خدمت میں لگ گیا اور عرصہ تک لگا رہا۔ اس کا اخلاص رنگ لایا۔ علاقے کا ابدال فوت ہو رہا تھا۔ مشورہ ہو رہا تھا کہ نیا ابدال کسے منتخب کیا جائے۔ طے پایا کہ فلاں باغ کا مالی اب اس ابدال کی جانشینی کا اہل ہے۔ جیسے ہی اسے نسبت منتقل ہوئی، معرفت اس پر کھل گئی، چودہ طبق روشن ہو گئے۔ بیلچہ کدال پیر صاحب کے حوالہ کر کے اجازت لے کر روانہ ہو گیا۔ غرض اپنے نیک گمان اور اخلاص کی بدولت اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لی کیونکہ اس نے ایک گنہگار پیر صاحب کو بھی اخلاص کی نظر سے دیکھا۔

حضرت مولانا اشرف سلیمانی پشاوری صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ کے عشق میں اُونچا مقام حاصل تھا:

فرمایا کہ شیخ سعدیؒ نے گلستان میں لیلیٰ مجنوں کا واقعہ بیان کیا ہے کہ جب بادشاہ کو پتا چلا کہ فلاں قبیلے کے سردار کا بیٹا قیس (مجنوں) لیلیٰ نامی لڑکی کے عشق میں مبتلا ہے۔ اس نے لیلیٰ کو محل بلوایا، دیکھا۔ کالی کلوٹی، کوئی ظاہری حسن و صورت نہیں۔ مجنوں کو بلا کر اس نے حیرت سے پوچھا کہ تُو اتنا اہلِ علم ہو کر ایسی عورت کو پسند کر رہا ہے جو کوئی خاص خوبصورت نہیں ہے۔ مجنوں نے بادشاہ کو جواب دیا۔ افسوس کہ تُو مجنوں نہیں۔ اگر تُو مجنوں والی آنکھ سے لیلیٰ کو دیکھتا تو ہرگز یہ بات نہ کہتا۔

ہمارے مولانا صاحبؒ نے کئی بار یہ قصہ سنایا کہ شہر میں غلام کبریا نامی نوجوان رہتا تھا۔ جو کسی لڑکی کے عشق میں مبتلا ہو گیا۔ ماں نے یہ سوچ کر کہ لڑکا کہیں لڑکی کے عشق میں تباہ نہ ہو جائے اس کی کہیں شادی کرا دی۔ مدّت بعد ایک دن ماں نے لڑکے سے پوچھا: غلام کبریا! اُس بَلا کو بھولے ہو؟ غلام کبریا نے جواب دیا۔ اماں! وہ کوئی بھولنے والی چیز ہے۔ یہ کہہ کر مولانا صاحبؒ ایسے زور کا نعرہ لگاتے کہ محسوس ہوتا تھا کہ ان کے باطن سے اُٹھنے والی عشقِ الٰہی کی لہر چھت کو پھاڑ کر رکھ دیگی۔ ہمارے مولانا صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ کے عشق میں اُونچا مقام حاصل تھا۔

سلسلہ کا فیض پورا آرہا ہے،جو بھی اخلاص کے ساتھ اس میں شامل ہو جائے گا تو اُسے اِن فیض کی لہروں کا پورا حصہ ملے گا:

فرمایا کہ ڈاکٹر سفیر صاحب (سلسلے میں بیعت مُرید) کو خواب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوئی۔فرمایا: سلسلے کی لہروں کو کم نہ سمجھنا۔ہمارا سلسلۂ بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم سے جا ملتا ہے۔آپؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کے خلیفہ تھے۔پھر آپؓ کے خلیفہ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ تھے۔حسن بصریؒ کے خلیفہ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ تھے،آپؒ کے خلیفہ حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ تھے۔حضرت فضیل بن عیاضؒ سے پھر حضرت ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ اور اُن سے ہوتا ہوا یہ سلسلہ ہم تک پہنچا ہے۔ہمارے سلسلۂ بیعت میں بہت اُونچے لوگ ہیں۔پیچھے سے فیض کی لہریں اپنی پوری طاقت کے ساتھ آرہی ہیں،جیسے بجلی کی طاقت تاروں میں آرہی ہوتی ہے۔چونکہ پیچھے طاقتور جنریٹرز ہائی پاور سپلائی کررہے ہیں،بیچ میں کہیں لکڑی کے کھمبے کا سہارا بھی لگا دیا جائے تو سپلائی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ایسے ہی سلسلہ کا فیض پورا آرہا ہے،جو بھی اخلاص کے ساتھ اس میں شامل ہو جائے گا تو اُسے اِن فیض کی لہروں کا پورا حصہ ملے گا۔

اُسلوب قرآنی:

فرمایا کہ قرآن مجید ایک کتاب ہے جس کا خطاب سارے عالم انسانیت کو ہے۔ہم مسلمان اس کے خاص مخاطب ہیں،ہمارا یہ یقین ہے کہ ہمارے دُنیا اور آخرت کے سارے مسائل کا حل اس کتاب میں ہے۔یہ کتاب فقط ایک نظریاتی بحث مباحثہ (Subjective Discussion) نہیں ہے بلکہ ایک عملی (Objective) چیز ہے۔دُنیا میں کئی فلاسفر اور ریفارمر آئے اور انھوں نے اپنے اپنے نظریات پیش کیے،کتابیں لکھیں لیکن وہ نظریاتی بحث مباحثہ (Subjective Discussion) ہی کی حد تک رہیں اور عملی طور پر چالو اور نافذ ہو کر اپنے اثرات نہ دکھا سکیں۔یا ان کے اثرات وجود میں آئے لیکن تجربے سے انسانوں کے لیے ناقابل عمل ثابت ہو کر جلد ہی نیست و نابود ہو گئیں۔مثلاً افلاطون

نے ایک مثالی جمہوری ریاست کا فلسفہ پیش کیا لیکن وہ جمہوری فلاحی ریاست کبھی وجود میں نہ آسکی۔ کارل مارکس نے (Das-Capital) کی شکل میں کمیونزم کا فلسفہ پیش کیا، لینن نے بے پناہ کشت و خون کر کے اس کو عملی شکل دی لیکن دیکھتے ہی دیکھتے مختصر عرصے میں نا قابل عمل ہونے کی وجہ سے دھڑام سے گر کر اپنی موت آپ مر گیا۔

بفضلہٖ تعالیٰ قرآنِ پاک نازل ہوا، اس کی تعلیمات کو لینے کے لیے نفس کی کئی لذیذ خواہشات کو چھوڑنا پڑ رہا تھا اور اس کو چلانا جان جوکھوں کا کام تھا۔ لیکن وہ چلا، نافذ ہوا، اس کی تعلیمات کے مطابق فرشتہ صفت شخصیات وجود میں آئیں، ایک فلاحی ریاست بنی اور مثالی معاشرہ قائم ہوا۔ یہ سب کچھ صدیوں تک قائم رہا اور آج تک کسی نہ کسی حال میں موجود ہے۔ یہاں تک کہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے پہلے چیف جسٹس کارنیلیس عیسائی کو اپنی پینسٹھ سالہ عدالتی عمر پورا کرنے کے بعد اپنے تجربہ کے خلاصہ کے طور پر یہ کہنا پڑا کہ اگر آج بھی قرآن کا قانون نافذ ہو جائے تو دنیا کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

وہ چیز جسے ہم بالکل غیر معیاری سمجھ کر اس کی طرف نگاہ بھی نہیں اُٹھاتے اس کا بھی کچھ فائدہ ہے:

فرمایا کہ ہم ساری عمر جامعہ ازہر کے بڑے خلاف رہے ہیں۔ کوسوو سے حبیب اللہ صاحب (سابق ڈی سی پشاور) واپس آئے تو انہوں نے ایک عجیب بات مجھ سے کہی کہ ڈاکٹر صاحب! کوسوو میں ایسے حالات ہیں کہ وہاں دِین کا خاتمہ کر رہے ہیں کہ یہ جتنا جلدی ختم ہوگا اتنا جلدی ہمارا مسئلہ حل ہوگا۔ وہاں کوئی دِینی آدمی آ کر دِین کی بات نہیں کر سکتا، ہاں اتنا ہے کہ اُنھوں نے مصر کے جو فارغ التحصیل علماء ہیں.... داڑھی منڈے، سوٹڈ بوٹڈ، ٹائی لگائے ہوئے، ان کو اُنھوں نے چھوڑا ہوا ہے کہ دِینی سَر من مکمل کرنے کے لیے جمعہ پڑھا دیا کریں۔ اس نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب! ان کی موجودگی کا بھی ایک فائدہ ہو رہا ہے کہ لوگوں کا عقیدہ بچا ہوا ہے۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ وہ چیز جسے ہم بالکل غیر معیاری سمجھ کر اس کی طرف نگاہ بھی نہیں اُٹھاتے اس کا بھی کچھ فائدہ ہے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

(تبصرہ: ڈاکٹر فدا محمد صاحب مدظلہ،　　ترجمہ: مفتی آفتاب عالم صاحب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تبصرہ: جب سے دنیائے اسلام پر کفر کی یلغار ہوئی اور افغانستان و عراق میں تھوک کے حساب سے مسلمانوں کا کشت وخون ہوا نیز ملک کے اندر اہلِ کفر نے اسلام کے نام پر دھوکہ دے کر ایسے گروہ کو کھڑا کر دیا جس نے ملک کے اندر عام مسلمانوں، فوج، ایف سی اور پولیس کا بے دریغ قتل کیا، اس چیز نے سمجھدار لوگوں کو سوچنے پر مجبور کیا۔ یہ بات واضح ہے کہ کفر جدید اسلحے کی برتری اور بے پناہ معاشی وسائل کی بنیاد پر جو اسے حاصل ہیں یہ سب کچھ کر رہا ہے۔ جہاں تک اسلحے کا تعلق ہے تو اس میں برتری حاصل کرنا فوری طور پر نا ممکن ہے۔ کافر کی معیشت کو اگر دیکھا جائے تو اس نے ہر چیز میں اپنا عالمی سطح کا کاروبار شروع کیا ہوا ہے اور اس کی معیشت کا اچھا خاصا دارومدار دنیائے اسلام پر ہے کیونکہ ہم لوگ ان کی مصنوعات کو بے دریغ خریدتے ہیں اور استعمال کر رہے ہیں۔ ان میں سے بہت کم چیزیں ایسی ہیں جو زندگی کے لئے ایسی ناگزیر ہوں کہ جن کے بغیر وقت نہ گزر سکے۔ اکثر چیزیں ایسی ہیں کہ جو ضرورت، سہولت کو چھوڑ کر تعیش کے زمرے میں آتی ہیں جیسے مشروبات، بناؤ سنگھار کے سامان، جدید فیشن کے ان کے نیم برہنہ مردانہ و زنانہ لباس۔ ضرورت کی کئی چیزیں ایسی ہیں جن کے مقابلے کی ملکی یا اُن ممالک کی چیزیں جو ہم سے برسرِ جنگ نہیں ہیں موجود ہیں۔ اس سارے تناظر میں دانشوروں نے یلغار کرنے والے اہلِ کفر ممالک کی مصنوعات کے بائیکاٹ کا اعلان کیا۔ اس اعلان کے بعد عام دنیا دار مسلمانوں کو چھوڑتے ہوئے دیندار لوگ، مدارس کے اساتذہ، فتویٰ دینے والے حضرات، حدیث پڑھانے والے حضرات، ملکوں میں تبلیغی چلے کاٹنے والے امیر صاحبان کو دیکھا گیا کہ انتہائی بے احتیاطی سے ان سب چیزوں کو استعمال کر رہے ہیں۔ بندہ کی طرح پگلے حضرات کے اعتراض کرنے پر تبلیغی امیر صاحبان کا جواب یہ تھا کہ لوگ بے نماز مر رہے ہیں اور اس کو پیپسی پینے نہ پینے کی فکر ہے۔ جبکہ فتوے والے حضرات نے دھڑلے سے کہا کہ ہمارا اس کا حلال ہونے کا فتویٰ ہے۔ جن حضرات کا جدید معیشت کا مطالعہ نہ ہو وہ تو معاشی قوت کے سمجھنے کا بارے میں معذور ہیں لیکن بفضلہٖ تعالیٰ اسلام تو ایک جامع اور کامل دستورِ حیات ہے جس میں کسی جگہ کمی

نہیں نیز پہلے ادوار میں ایسی عبقری (Genius) شخصیات گزری ہیں جو اپنے فہم و دانش میں جدید لوگوں سے کہیں برتر تھیں۔ اس لئے بندہ کا خیال ہوا کہ اُمت کے گزشتہ چودہ سو سالوں میں اس چیز کے بارے میں کہیں نہ کہیں رہنمائی ضرور ہوگی۔ اس کی بہترین مثال فلسطین کی تھی جہاں ناسمجھ، سست، عیاش اور بے راہ رو مسلمانوں نے یہودیوں پر زمینیں بیچنی شروع کردی تھیں۔ وہاں کے دردمند اور سمجھدار مسلمانوں نے اس کے بارے میں چیخ و پکار کی، اہلِ علم نے حرام کا فتویٰ دیا بلکہ بیچنے والے مسلمانوں کے کفر کا فتویٰ دیا۔ جبکہ یار لوگ اس کو عام خرید و فروخت قرار دے کر حلال کا فتویٰ دیتے رہے۔ اسی سلسلے میں ایک معرکۃ الآراء فتویٰ حکیم الامت، مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دیا جو امداد الفتاویٰ کی جلد سوم میں موجود ہے، جس میں یہودیوں کا غلبہ ہوجانے کے خطرہ کے پیشِ نظر، مسلمانوں کے ملک بدر ہونے کے پیشِ نظر اور یہودی ریاست کے قیام کے پیشِ نظر فلسطین کے علماء کے خرید و فروخت کے حرام ہونے کے فتوے کو نیز کفر کے فتوے کو درست قرار دیا۔ کاش ہم اس بات کو سمجھیں اور کفر کی معیشت کو مضبوط کرنے سے باز رہیں۔ یہ فتویٰ ۱۹۱۶ء میں دیا گیا اس کے ٹھیک ۳۲ سال بعد ۱۹۴۸ء میں فلسطین میں اسرائیلی ریاست بن گئی۔

سوال: شریعتِ اسلامی کا کیا حکم ہے ان بعض مسلمانوں کے بارے میں جو فلسطین کی زمین لالچی یہودیوں کے ہاتھ فروخت کررہے ہیں یا وہ یہودیوں کو فروخت کرنے میں ذریعہ ہیں۔ ان اراضی اور جائیدادوں کو خریدنے سے یہودیوں کا مقصد مسلمانوں کی فلسطین سے جلاوطنی، مسجد اقصیٰ پر قبضہ کرنا، گرجے بنانا، ہیکل (سلیمانی) کی تعمیر اور بعض اسلام دشمن ممالک کے تعاون (جو اسلام کے مخالف ہیں پورا زور لگا رہے ہیں) سے یہودی ریاست کا قیام ہے۔ تو اس ناجائز کام سے ان کو کس دلیل کی بنیاد پر روکا جاسکتا ہے۔ اور ان علماء کے فتویٰ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جنہوں نے ان لوگوں پر کفر کا فتوی لگایا ہے نیز ان کو مسلمانوں کی قبرستان میں دفن کرنے سے منع کیا ہے جو فلسطین کی زمین کو یہودیوں کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں یا اس کا ذریعہ بنتے ہیں اس لئے کہ یہ تو مسلمانوں کے خلاف کفار کی معاونت ہے اور ان یہودیوں کے ساتھ ہمدردی ہے جو دن رات اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ کس طرح مسلمانوں کو اس ارضِ مقدس اور مسجد اقصیٰ سے بے دخل کیا جائے۔ اگر اس فتوی کے مخالف کوئی دلیل ہو تو

اس کو بھی ذکر کیجئے۔

جواب: سوال کے پہلے جز کے جواب میں ہم پہلے تمہیداً دلائل ذکر کرتے ہیں۔ پھر اس کی روشنی میں جواب دینگے۔ (فقہ کی مشہور کتاب) الدرالمختار میں ''**لا یعمل بسلاح.....الخ**'' ردّالمختار میں علامہ شامیؒ نے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ ذمی اسلحہ استعمال نہیں کرے گا اور اپنے ساتھ نہیں رکھے گا کیونکہ یہ عزت (اور دبدبے) کی بات ہے اور جو بھی کام شان وشوکت اور دبدبے کا باعث ہوگا ذمیوں کو اس سے منع کیا جائے گا۔ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ اسی اصل اور قاعدہ سے دیگر بہت سارے مسائل کا حکم معلوم ہوسکتا ہے۔ **درمنتقیٰ ا ھ**۔ یہ ایک قاعدہ کلیہ کا بیان تھا۔ اب ہم مذکورہ مسئلہ سے متعلق کچھ جزئیات ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ درمختار میں ہے کہ ذمی اگر شہر کے اندر گھر خریدنا چاہے تو اس پر بیچنا درست نہیں اور اگر اس نے خریدا تو اسے مجبور کیا جائیگا کہ وہ دوبارہ کسی مسلمان کو وہ گھر بیچ دے۔ اور بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ بیچنے پر مجبور کرنے کا حکم اس وقت ہے جب خریدنے والے ذمیوں کی تعداد زیادہ ہوجائے۔ ردّالمختار میں علامہ شامیؒ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ علامہ سرخسیؒ نے شرح السیر الکبیر میں یہ بات ذکر کی ہے کہ اگر مسلمانوں کا خلیفہ کفار کے زمینوں پر (ان کو فتح کرنے کے بعد) مسلمانوں کا شہر بسالے۔ جس طرح کہ حضرت عمرؓ نے بصرہ اور کوفہ کا شہر بسایا تھا۔ اور اس میں ذمی لوگ گھر خرید کر مسلمانوں کے ساتھ رہنے لگیں تو اس سے ان کو نہیں روکا جائیگا۔ کیونکہ ہم نے ان کے ذمی ہونے کا معاہدہ قبول کیا ہے اور اس لئے بھی روکنا نہیں چاہیئے تاکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ رہ کر اسلام کی خوبیوں سے واقف ہوجائیں۔ ہوسکتا ہے کہ اسی وجہ سے مشرف بہ اسلام ہوجائیں کیونکہ مسلمانوں کے ساتھ میل جول اور رہن سہن ان کے ایمان لانے کا سبب بن سکتا ہے۔ شمس الأئمہ حلوانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ منع نہ کرنے کا حکم تب ہے جب ان کی تعداد کم ہو اور اتنی ہو کہ ان کے مسلمانوں کے درمیان رہنے سے مسلمانوں کی جمعیت اور محلے ختم یا کم اور کمزور نہ ہوتے ہوں اور اگر ایسا ہوجائے کہ ذمیوں کی تعداد کثیر ہوجائے کہ ان سے مسلمانوں کے محلے ختم یا کمزور ہوجاتے ہوں تو پھر ان کو مسلمان آبادی کے اندر رہنے سے منع کیا جائیگا۔ اور ان کو حکم دیا جائیگا کہ وہ کسی ایسے گوشے میں رہیں جہاں مسلمانوں کا کوئی محلّہ نہ ہو۔ یہ حکم ابو یوسفؒ سے امالی (فقہہ کی ایک کتاب) میں منقول ہے۔ پھر درمختار میں چند سطر بعد مذکور ہے۔ اگر ذمی

لوگ مسلمانوں کے شہر میں ان کے درمیان رہنے کے لئے گھر کرایہ پر لینا چاہیں تو ان کو کرایہ پر دینا جائز ہے کیونکہ اس میں مسلمانوں ہی نفع ہے اور اس لئے بھی جائز ہے کہ وہ ہمارا تعامل دیکھ کر مسلمان ہوں گے۔ لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ ان کے رہنے سے مسلمانوں کے محلے کم یعنی کمزور نہ ہوتے ہوں۔ اور اگر ان کے اس رہائش سے مسلمانوں کے محلوں میں کمی اور کمزوری آتی ہو تو پھر ان کو حکم دے جائیگا کہ وہ مسلمانوں سے دور کسی الگ گوشے میں رہائش اختیار کریں۔

ردالمختار میں صاحب درمختار کے اس قول "لکن ردہ" کی تشریح میں علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ علامہ حلوانی اور تمرتاشی رحمہما اللہ دونوں کے کلام کا حاصل یہ نکلتا ہے جب شہر میں ذمیوں کی رہائش اختیار کرنے کی صورت میں مسلمانوں کے محلے اور ان کی جماعت و جمعیت کمی اور کمزوری آتی ہو تو ان کو شہر سے باہر کسی گوشے میں رہنے کا حکم دیا جائیگا۔ جہاں مسلمانوں کا کوئی محلّہ نہ ہو اور اگر اس بات کا خدشہ نہ ہو تو پھر وہ شہر میں مسلمانوں کے اندر رہ سکتے ہیں تاہم مغلوب و مقہور ہو کر اور کسی خاص محلّہ میں نہیں (بلکہ الگ الگ محلوں میں) اس لئے کہ اگر شہر میں ان کا کوئی خاص محلّہ ہو تو ان کو اس میں اکٹھے رہنے کی وجہ سے مسلمانوں جیسی قوت حاصل ہوگی۔ پھر چند سطر بعد علامہ شامیؒ تنبیہ کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں کہ در منتقیٰ میں لکھا ہے کہ: ذمی لوگوں کو اس بات سے روکا جائیگا کہ وہ اپنی عمارتیں مسلمانوں کی عمارتوں سے اونچی تعمیر کریں اور بعض علماء کے نزدیک تو مسلمانوں کی عمارتوں کے برابر اونچی عمارتوں سے بھی ان کو منع کیا جائیگا۔ البتہ اگر عمارت پہلے ہی سے اونچی ہو تو اس کو برقرار رکھا جائیگا۔۔۔ اور حدیث ۔۔۔۔ سے اس بات پر استدلال نہیں ہوتا کہ ان کے لئے بھی وہی عزت و شرف ہوگا جو مسلمانوں کے لئے ہے کیونکہ اس (حدیث) کا تعلق عقود اور دیگر معاملات سے ہے۔ وجہ اس کی یہ کہ دلائل اس بات پر موجود ہیں کہ ان کو تابع اور محکوم رکھا جائیگا اور مسلمانوں کے مقابلے میں ان کو غالب ہونے کا موقع نہیں دیا جائیگا۔ شوافع نے تو اس بات کی تصریح کی ہے کہ اونچی عمارت تعمیر کرنے سے ان کا روکنا واجب ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کو اس بات سے روکنا اللہ تعالیٰ کے حق اور اس کے دین کی تعظیم کی وجہ سے ہے۔ اگرچہ ذمی کا مسلمان پڑوسی اس پر راضی ہو تب بھی جائز نہیں۔ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے قواعد شوافع کے اس مذکورہ عبارت کے خلاف نہیں کیونکہ یہ بات گذر چکی کہ ذمی کی تعظیم ہمارے نزدیک بھی حرام ہے

اور یہ بات ظاہر ہے کہ کسی مسلمان کا ذمی کی اونچی عمارت کی تعمیر پر راضی ہونا تو اس کی تعظیم کرنے کے مترادف ہے۔ (انتھٰی حضرت تھانوی ؒ فرماتے ہیں) کہ اس مسئلے سے متعلق روایات (فقہیہ) موجود ہیں جن کی کوئی حدود شمار نہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ذکر کر دیا یہ کافی وشافی ہیں ان شاءاللہ تعالیٰ۔ اور جب گھر کے کرایہ پر دینے یا خریدنے اور اسی طرح عمارت اونچی بنانے سے متعلق یہ حکم ہے (جو اوپر تفصیل سے ذکر ہوا) تو مسلمانوں کا اپنی زمینیں کفار کے ہاتھوں بیچنے کا حکم کتنا شدید ہوگا کیونکہ یہ (زمین ان کو بیچنا) تو عزت و دبدبے اور قوت وصولت کا سبب ہے۔ اور جب یہ ان ذمیوں کا حکم ہے جو اسلام کے قوانین کے تحت مغلوب ومقہور ہوتے تو ان غیر ذمیوں کا حکم کتنا شدید ہونا چاہیئے جو کسی طرح بھی اسلام کی ماتحتی قبول نہیں کرتے اور مسلمانوں کے متعلق ان کی حالت تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے بیان فرمائی ہے۔

ترجمہ:۔ وہ تمہارے خلاف فتنہ انگیزی میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے۔ (آل عمران:۱۱۸)

ترجمہ:۔ یہ لوگ کسی مسلمان کے بارے میں نہ قرابت کا پاس کرتے ہیں اور نہ عہد و پیان کا۔ (التوبہ :۱۰)

ترجمہ:۔ اگر وہ کافر تم پر قابو پالیں تو تمہارے حق میں دشمنی کا اظہار کریں اور برائی کے ساتھ تم پر دست درازی اور زبان درازی کریں اور وہ چاہتے ہیں کہ تم کسی طرح کافر ہو جاؤ۔ (الممتحنہ:۲)

اور جہاں تک سوال کے دوسرے جزو سے متعلق جواب کی بات ہے تو اگر یہ فتوی دینے والے حضرات اہل دانش واہل بصیرت ہوں تو پھر ان کا یہ فتویٰ سیاست ومصلحت پر محمول ہوگا اور ان جیسے امور میں علماء کو اس طرح کا حق ہے۔ اس مسئلہ سے متعلق یہی آخری اور حتمی جواب ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

کتبہ اشرف علی التھانوی حنفی فاروقی عفی عنہ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ

صفحہ ۲۶ سے آگے: مطلب یہ کہ اگر آپ اللہ کے حکم اور نبی کے طریقے کے مطابق چلیں تو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ جل گیا لیکن اس پر چلنے والے کیلئے وہ جنت کا باغ ہوتا ہے۔

پھر انہوں نے یہ بھی لکھا کہ تیمور ان لوگوں سے متاثر نہ ہونا یہ لوگ اندر سے کھوکھلے ہیں۔ حقیقت میں انسان کی کامیابی کا تعلق اس بات سے نہیں کہ وہ امریکہ میں ہے یا پاکستان میں، وہ ڈالر کما رہا ہے یا روپے بلکہ انسان کی کامیابی کا تعلق اس بات سے ہے کہ وہ اللہ کے حکم اور نبی کے طریقے کے مطابق کتنا چل رہا ہے۔

سفر نامۂ نیو یارک

(ڈاکٹر تیمور صاحب)

۱۸ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو پشاور سے صبح سویرے قطر ایر ویز کے ذریعے سے دوحہ پہنچا۔ راستہ میں انگلینڈ جانے والا ساتھی میرے ساتھ تھا۔ جو مجھے راستے کے حوالے سے اور دوحہ کے متعلق مختلف معلومات فراہم کرتا رہا۔ وہاں پر میرا دو گھنٹے کا انتظار تھا اور پھر ۷۷ جہاز ذریعے سے دوحہ سے بلاواسطہ جہاز کو نیو یارک جانا تھا۔ جہاز یورپ اور پھر اٹلانٹک پر سے ہوتے ہوتے نیو یارک پہنچا۔ وہاں پر بڑی آسانی سے Immigration کے مراحل طے کئے اور پھر وہاں پر مجھے رشتہ دار لینے آئے ہوئے تھے۔ جو مجھے اپنے دوستوں کے پاس چھوڑ آئے۔ جس وقت جہاز ایر پورٹ پر اُترا تو جو نقشے میرے ذہن میں بنے ہوئے تھے تو اصل حالت کافی مختلف پائی کیونکہ مجھے اس وقت جان ایف کینیڈی ائر پورٹ بڑا بے رونق اور غیر پرکشش معلوم ہوا۔

روانگی میں خدا کی مدد:

روانگی میں میرے ساتھ پشاور سے نیو یارک تک ایک باشرع سفید ریش شلوار قمیص میں ملبوس ساتھی تھے۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک مدد تھی۔ حضرت امریکہ کی ایک ریاست ورجینیا کے تبلیغی مرکز کے امیر تھے اور سن ۱۹۹۰ء سے امریکہ میں مقیم تھے۔

انہوں نے میرے سارے شکوک وشبہات امریکہ میں اسلامی زندگی گزارنے کے حوالے سے دور کر دیئے۔ امریکہ میں اسلامی زندگی گزارنے کے حوالے سے میرا حوصلہ اور بھی بلند ہوگیا اور اترنے سے پہلے بہت سارے تحائف بھی مجھے دیئے جس میں چند ڈالرز اور وہاں کے (Metropass) بھی تھے اور میرے پورے قیام میں میری رہنمائی کرتے رہے۔ اللہ ان کی زندگی میں برکت عطا فرمائے۔

پہلا واقعہ:

ایک مرتبہ نیو یارک میں، میں اور میرے چند ساتھی Subway سب وے ٹرین سے نکل کر اوپر آرہے تھے کہ راستے میں ایک جوان یہودی لڑکے سے اس کا بیگ اٹھایا نہیں جارہا تھا تو ہم نے اس کی مدد کی۔ تو اس نے ہم سے سوال پوچھا کہ آپ لوگ کہاں سے ہیں تو میں نے جواب دیا کہ ہم مسلمان

ڈاکٹرز ہیں اور ہمارا پاکستان سے تعلق ہے تو اس نے کہا کہ ہم آپس میں Cousins ہیں اور عبرانی زبانی میں ہمیں سلام کیا (Shatom) اور پھر کہا کہ آپ لوگوں کے اداروں کا بڑا ضرور کوئی یہودی ہوگا۔ اس واقعہ سے مجھے اِن نکتوں کا پتہ چلا جن کی میں بعد میں بھی تحقیق کرتا رہا۔

(۱) Classical عربی اور Classical عبرانی کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔

(۲) اس یہودی لڑکے کا اس یقین سے کہنا کہ ہمارے اداروں کا بڑا ضرور یہودی ہوگا اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ نیویارک کو جیویارک کہنا بجا ہے اور اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امریکہ کے مختلف تعلیمی اور حکومتی اداروں کے سربراہ بلا واسطہ یا بالواسطہ یہودی ہی ہیں۔

دوسرا واقعہ:

کئی مرتبہ نیویارک میں ''ابراہیمی ادیان'' کے نام کے عنوان سے مسلمانوں اور یہودی طلباء کے درمیان سیمینار ہوا کرتے تھے۔ بندہ کو جانے بھی اتفاق ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک حلقے میں میرے ساتھ ۳ یہودی لڑکیاں اور ۲ یہودی لڑکے بیٹھے۔ میں نے اس لڑکی سے پہلا سوال کیا کہ تم نے اپنا سر کیوں نہیں چھپایا ہوا۔ میرے سوال کا مقصد یہ تھا کہ جواب میں مجھ سے یہ پوچھے گی کہ مسلمان عورتیں کیوں سر چھپاتی ہیں۔ پھر میں نے اپنے سوال کی وضاحت کی کہ میرے ساتھ جو Columbia University میں یہودی لڑکیاں پڑھتی ہیں وہ تو اکثر سر چھپاتی ہیں اور آپ نے (Newyork University) کی طلباء ہو کر سر کیوں نہیں چھپا رہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ اصل میں ہم میں جو شادی شدہ لڑکیاں ہوتی ہیں وہ غیر مردوں سے سر ضرور چھپاتی ہیں اور سر پر رومال باندھا ہوتا ہے لیکن جو غیر شادی شدہ لڑکیاں ہوتی ہیں سر نہیں ڈھانپتیں، میں بھی شادی کے بعد سر چھپاؤں گی اور قدامت پرست Orthodox Jewish خواتین تو اپنے سر کو منڈھوا دیتی ہیں شادی کے بعد اور سر کو پھر وِگ (Wigs) سے چھپاتی ہیں۔

ان کے ہاں عفت و پاکبازی (Modesty) کی علامت سر منڈھوا کر Wigs پہن لینا ہے اور ہمارے نزدیک اسلام کا معیار دیکھئے کہ اس طرح کی کوئی غیر فطری چیز ہے ہی نہیں، نہ عورت کو گنجی ہونے کا حکم اور Modesty (حیاء) کے معاملے میں بھی کئی گنا زیادہ اور خوبصورت طریقے بتائے گے

ہیں۔

واپسی میں جہاز میں ایک بندہ سے ملاقات:

واپسی میں جہاز میں جب میں نیویارک سے دوحہ آرہا تھا تو میں نے ظہر اور عصر کی نماز ملا کر پڑھی۔ میرے پیچھے ایک یہودی نما شخص بیٹھا ہوا تھا جس نے میرے سلام پھیرنے کے بعد مجھ سے مصافحہ کیا۔ گفتگو کے دوران جب اُس سے میں نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں پہلے یہودی تھا بعد میں مسلمان ہوا ہوں۔ میں نے کہا وہ کون سی خاص بات تھی جو آپ کے مسلمان ہونے کی وجہ بنی؟ تو اُس نے بتایا کہ یہودیوں کے ذہن میں یہ بات ہوتی ہے کہ ہم چاہے جونسا گناہ کریں جس میں مردوں کی باہم شادی سے لے کر شراب پینے تک سارے گناہ شامل ہیں تو ہم پر پھر بھی خدا کا فضل ہے Because we are blessed people. (کیونکہ ہم اللہ کے نوازے ہوئے لوگ ہیں)۔ اس شخص کا نام سیف الدین تھا اور وہ سعودی عرب میں ایک ہسپتال کے Nursing Department کا بڑا تھا اور امریکہ اپنے یہودی ماں باپ کی بیمار پرسی کے لئے آیا ہوا تھا اور اُس کو واپسی میں دوحہ سے سعودیہ جانا تھا۔

سیف الدین صاحب نے کہا یہ بات میری سمجھ نہیں آتی تھی کہ خدا کا قانون اندھا نہیں ہوسکتا کہ کوئی شخص جو گناہ بھی کرے پھر بھی اس پر خدا کا فضل کیسے ہوسکتا ہے۔ اس وجہ سے مجھے اسلام نے بہت زیادہ اپنی طرف کھینچا جس میں مجھے یہ انصاف والا قانون صاف نظر آیا کہ کوئی شخص اگر نیکی کرے تو خدا اس کو اجر دے گا اور اگر کوئی شخص گناہ کرے تو خدا اس کو پکڑے گا۔ اسی وجہ سے پہلے میری بہن مسلمان ہوئی اور اس کے بعد میں خود مسلمان ہوگیا۔ مجھے گفتگو کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ اس کو مسائل پر کافی دسترس حاصل تھی۔

امریکہ میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے ایک بڑی آزمائش:

اس بار امریکہ کے جس صوبے میں ٹھہرا ہوا ہوں اُس کا نام (Texas) ہے۔ پچھلے دو جمعہ کی نمازوں میں واعظ حضرات کا جو موضوع تقریر تھا وہ یہی تھا کہ یہاں پر رہنے مسلمانوں کے بچوں کا مستقبل کیا ہوگا؟ یہ اتنا مشکل مرحلہ ہے کہ ہر مسلمان خاندان کو درپیش ہے۔ یہاں پر رہتے ہوئے میں نے بہت سارے ایسے خاندان دیکھے جن کے بچے ان کے ہاتھ سے نکلے ہوئے ہیں۔ دیندار حضرات کو بھی بعض

اوقات بڑی مشکل درپیش ہوتی ہے۔ میرا ایک کلاس فیلو جو کہ آج کل Chicago کے ایک ہسپتال میں نوکری کر رہا ہے اس کا تو یہ عقیدہ بن گیا ہے کہ امریکہ میں بندہ کو بچے پیدا کرنے ہی نہیں چاہئیں۔

میں اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لئے مختلف خاندانوں سے ملا۔ ایک خاندان کی کہانی ذکر کرتا ہوں جن کے ہاں میں آج کل ٹھہرا ہوا ہوں۔ وہ میرے نزدیک سارے امریکہ والوں کے لئے ایک مثالی گھرانہ ہے یہ جن کا ذکر میں کرنے جا رہا ہوں وہ صوبہ سرحد اور پاکستان کی سطح پر ایک مشہور Neurologist ہیں۔ انہوں نے اپنے بچوں کی تربیت کے لئے Home Schooling کی راہ اختیار کی۔ ایسے بہت سے گھرانے ہیں جو حکومت سے یہ اجازت لے لیتے ہیں کہ بارہویں جماعت تک ہمارے بچے گھر میں پڑھیں گے اور صرف امتحان دینے کے لئے سکول جائیں گے۔ ان کے بڑے بچے کا یہاں کی ایک مشہور یونیورسٹی میں ریکارڈ ہے کہ اس نے سب سے کم عمر میں اپنے اسکول کو ختم کر کے اس یونیورسٹی میں بہت اعلیٰ نمبر لے کر گریجویشن کی۔

جس شخص کو ان کے بارے میں معلومات چاہئے ہوں میں ان کو انٹرنیٹ پر ان کے بیٹے کی Profile دِکھا سکتا ہوں۔ انگریزی زبان کا ایک مقولہ ہے کہ " when there is will, there is a way " جس کا مطلب ہے اگر انسان ایک کام کرنا چاہے تو ضرور اس کے لئے کوئی راہ نکال لیتا ہے اگر انسان اللہ کے حکم اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقوں کے مطابق ہر جگہ زندگی گزارے۔

روانگی سے پہلے ایک ای میل :

امریکہ روانگی سے پہلے میں پشاور فاسٹ یونیورسٹی کے چیئر مین ڈاکٹر اختر وقاص صاحب جو امریکہ سے کمپیوٹر سائنس میں M.S اور Ph.D کئے ہوئے ہیں چند سوال پوچھے تو انہوں نے مجھے جواب میں ایک بڑا ایمان پرور ای میل کیا۔

سوال میرا یہ تھا کہ آپ نے اسی طرح عمامے کے ساتھ امریکہ کی یونیورسٹیوں سے پڑھا تو آپ کو کوئی دقت تو نہیں ہوئی؟ انہوں نے مجھے جواب دیا کہ اسلام پر چلنے کی مثال ابراہیم علیہ سلام کی آگ کی طرح ہے۔ (باقی صفحہ ۲۲ پر)

سیلاب

(ڈاکٹر فدا محمد صاحب مدظلہ)

سیلاب کی عظیم آفت سے ملک دوچار ہوا۔سیلاب سے پہلے جن علاقوں میں آپریشن ہوا ، امن قائم ہونے کے بعد اس میں گانے بجانے اور فحاشی کے پروگرام کے حکومت اور حکومتی اداروں کی سرپرستی میں ہوئے ،عوام بھی شامل ہوئے۔ایسے حالات میں اگر احتجاج کے لئے کچھ لوگ اٹھ کھڑے ہوتے اور کم ازکم جلسہ جلوس کرتے جس کا حق ہر جمہوری نظام میں عوام کو ہوتا ہے تو نہی عن المنکر یعنی برائی کو روکنے اور برائی سے نفرت کا فریضہ کسی درجے میں ادا ہوجاتا۔اس طرح ہوجائے تو عوام عذاب کی مصیبت سے بچ جاتے ہیں۔ پر عذاب اہلِ حکومت پر آتا ہے۔لیکن ایسا نہ ہوا۔ یہ کام تو کوئی غلام غوث ہزارویؒ ہوا کرتا تھا جو کیا کرتا تھا۔اب تو جدیدیت ،سائنسیت اور جمہوریت کے سائے میں یار لوگ چل رہے ہیں یا توحید کو خارجیوں کے طرز پر بیان کرنا کہ کفر والی آیتوں کو مسلمانوں کا نام لے لے کر ان پر چسپاں کرنا اس کی مشق کر رہے ہیں یا ایسے باریک مسائل کو عوام میں بیان کرنا جن کی نہ عوام کو ضرورت ہے اور نہ سمجھ اور یوں معتزلہ کی ترتیب کو رواج دینا جس کے نتیجے میں اصلی اصلاح نفس کے مضمون سے توجہ ہٹ جائے ،اس مشغلے میں لگے ہوئے ہیں۔

اس طوفان کا نقشہ تو ذرائع ابلاغ (Media) نے پیش کردیا۔فوری کام جان بچانا تھا جس کے لئے وسیع وسائل کی ضرورت ہوتی ہے جو فوج کے پاس تھے اس سلسلے میں فوج نے ذمہ داری پوری کی۔اس کے بعد بچنے والوں کو کھانا پانی پہنچانا تھا۔اس سلسلے میں سلسلہ کا دو احباب پروفیسر الطاف صاحب ،الیاس صاحب نے ہمت کرکے کام کیا۔

سلسلہ کے کچھ ساتھیوں نے اپنی جگہوں پر متاثرین کو پناہ دی تھی۔ان حضرات تک نقد امداد پہنچائی۔ایسے علاقے معلوم کئے جو کسمپرس تھے۔ان تک بھی نقد امداد پہنچائی۔ساتھیوں نے جو

رقمیں بھیجیں تھیں وہ تحقیق کر کے متاثرین تک پہنچادیں۔

اس سلسلہ میں بندہ کو خوشی ہے کہ معمار ٹرسٹ والے (جو مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحبؒ کے متعلقین کا ٹرسٹ ہے) خوب کام کرتے ہیں۔خیمہ بستیاں، ایمبولینس، فری میڈیکل ایڈ، کھانا، زچگی (Delivery) والی عورتوں کا فوری بندوبست غرضیکہ قابلِ رشک ادارہ ہے۔ بندہ کی التجا (Appeal) ہے کہ اس ادارہ کی بڑھ چڑھ کر معاونت کی جائے۔ادارے سے رابطے کا طریقہ:

مرکزی رابطہ 0321-2000775 0300-8203550

محمد فیصل اکاؤنٹ نمبر 011802008000265 میزان بینک، گلشنِ معمار برانچ، کراچی۔

طارق منصور اکاوئنٹ نمبر 0118994011000621 برانچ کوڈ MCB1553 گلشنِ معمار برانچ، کراچی۔

راولپنڈی، شمس آباد 0313-5383497

ڈینز ٹریڈ سنٹر، پشاور 0322-7770601

☆☆☆☆☆☆☆

گرا ہوا لقمہ بھی اُٹھا کر کھا لیا جائے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا کہ: ’’تمہارے ہر کام کے وقت، یہاں تک کہ کھانے کے وقت بھی، شیطان تم میں سے ہر ایک کے ساتھ رہتا ہے، لہٰذا جب (کھانا کھاتے وقت) کسی کے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو اسے چاہئے کہ اس کو صاف کر کے کھالے اور شیطان کے لئے چھوڑ نہ دے۔ پھر جب کھانے سے فارغ ہو تو اپنی انگلیوں کو بھی چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے کس جز میں خاص برکت ہے۔‘‘ (صحیح مسلم)

(معارف الحدیث از مولانا محمد منظور نعمانیؒ)

تبصرۂ کتب

(ڈاکٹر فدا محمد صاحب دامت برکاتہٗ)

جناب حضرت عبدالقیوم حقانی صاحب کی طرف سے کتاب ''تذکرہ وسوانحِ امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ''تبصرہ کے لئے ملی۔ حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ تو ایسی شخصیت گزرے ہیں جن کے بارے علامہ اقبال کے دو اشعار بہت ہی صادق آتے ہیں

ے نہ تاج وتخت میں نے لشکر وسپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

ے کوئی اندازہ کر سکتا ہے اُس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

دین کی خاطر شاہ صاحبؒ کی آدھی زندگی ریل میں گزر گئی اور آدھی جیل میں۔ بے پناہ صلاحیتوں کے ہوتے ہوئے دنیا کو چھوا تک نہیں۔ اپنی اور خاندان کی ساری ضروریات کو قربان کرتے ہوئے فقر وفاقہ میں زندگی گزار دی۔

ے جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

احوال ہوں ایسے ولیٔ کامل اور مجاہدِ اعظم کے اور قلم ہو حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کا جو کہ پوری اردو کی دنیا میں قلمِ دُرریز اور گلریز مشہور ہے، تو پھر پڑھنے کو تو طبیعت دیوانہ وار لپکتی ہے۔ بندہ کی سارے متعلقین سے درخواست ہے کہ اس عظیم کتاب کے مطالعہ سے محروم نہ رہیں۔

ملنے کا پتہ: مولانا سید محمد حقانی، مدرس جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد نوشہرہ
مکتبہ معارف، محلّہ جنگی، پشاور۔ مکتبہ علمیہ، محلّہ جنگی، پشاور۔
سٹال، مدینہ مسجد، پشاور یونیورسٹی، اور سٹال اعتکاف، خانقاہ۔

حبطِ اعمال (دوسری قسط)

(مولانا ڈاکٹر عبید اللہ صاحب)

۸۔ حبط اعمال کا آٹھواں سبب طلب دنیا کے لئے کوئی نیک عمل کرنا:

عَـنْ ا" بَـيِّ بن كعبٍ رضى اللّٰه تعالى عنه قَالَ ،قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه و سـلـم بَشِّـرُ هٰـذِهِ الْا" مَّةَ بِالسَّنَا ءِ و الرِفْعَةِ وَ الدِّيْنِ والتمكين فى الارض، فمن عمل منهم عَمَلَ الْا خِرَةِ لِلدُّنْيَا لَمْ يَكُنْ لَّهٗ فى الآخرة مِنْ نَّصِيْبُ .

ترجمہ: حضرت ابی ابن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس امت کو رفعت اور عزت اور دین کے فروغ اور زمین میں استحکام وقوت کی بشارت دو لیکن دین کے کسی کام کو جو شخص دنیا کے واسطے کرے آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

(گناہوں کا کفارہ اور مغفرت کے اسباب، ص ۳۰۸، بحوالہ احمد وابن حبان والحاکم)

۹۔ حبط اعمال کا نواں سبب غیر اللہ کے لئے علم سیکھنا:

عَـنْ اَبِىْ هُرَيْرَة رضى اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه تعالىٰ عليه و آله و سلم مَنْ تَعَّلَمَ صَرْفَ الكَلام لِيَسْبِىَ بِهٖ قُلُوْبَ الرِّجَالِ اَوِ النَّاسِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْم الْقِيَامَةِ صَرْفاً وَلا عَدْلاً (اى لا يَقْبَلَ اللّٰهُ مِنْهُ فَرِيْضَةً وَلا نَا فِلَةً) .

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص فصاحت و بلاغت اس لئے سیکھے کہ لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرے گا تو حق تعالیٰ شانہ قیامت کے دن نہ اس کا فرض قبول فرمائیں گے اور نہ نفل۔

(گناہوں کا کفارہ اور مغفرت کے اسباب، ص ۳۱۱، بحوالہ ترغیب، ص ۱۱۷، جلد ۱)

۱۰۔ حبط اعمال کا دسواں سبب نماز عصر کو چھوڑ دینا:

عَـنْ بَـرِيْـدَةَ رضى اللّٰه تعالىٰ عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَى الله عَلَيْهِ و سَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ .

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا جس شخص نے عصر کی نماز (جان بوجھ کر) چھوڑ دی اس کے اعمال برباد ہو گئے۔

(گناہوں کا کفارہ اور مغفرت کے اسباب، ص ۳۱۱، بحوالہ بخاری ونسائی)

بلکہ قصداً کوئی بھی نماز چھوڑنا آدمی کو کفر سے ملا دیتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے

مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّداً فَقَدْ کَفَر

ترجمہ: جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اُس نے کفر کیا۔

۱۱۔ حبط اعمال کا گیارہواں سبب نماز کے اجر کو ضائع کرنے والی چیزیں:

عن عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ علیہ و سلم قال ثَلَاثَہ'' لَا یَقْبَلَ اللّٰہُ مِنْھُمْ و صَلَاۃً : مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمَہٗ (اَیْ صَلّٰی بِھِمْ اِمَاماً) وَھُمْ لہ کَارِھُوْنَ وَرَجُل'' یَّأْتِی الصَّلَاۃَ دِبَارًا (وَ الدِّبَارُ اَنْ یَاْ تِیَھَا بَعْدَاَنْ تَفُوْتَہٗ) وَرَجُل'' اِعْتَبَدَ مُحَرَّرًا .

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حق تعالیٰ شانہ تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں فرمائیں گے۔ (۱) وہ شخص جو کسی قوم کا امام بنے حالانکہ وہ اس شخص کو (کسی معقول عذر کی بناپر) ناپسند کرتے ہوں۔ (۲) وہ شخص جو جان بوجھ کر نماز قضاء کردے اور (۳) وہ شخص جو آزاد آدمی کو غلام بنالے۔

(گناہوں کا کفارہ اور مغفرت کے اسباب، ص ۳۱۳، بحوالہ ترغیب، ص ۳۱۴، جلد۔۱)

ایک اور روایت میں دوسرے اور تیسرے کی جگہ یوں آیا ہے۔

ترجمہ حدیث شریف: دوسرے وہ عورت جو رات اس حال میں گذارے کہ اس کا خاوند اس پر خفا ہو، تیسرے وہ دو مسلمان بھائی جو آپس میں قطع تعلق رکھنے والے ہوں۔

فائدہ: نماز پڑھنے سے فرض ساقط ہو جائے گا البتہ اجر نہیں ملے گا۔ (واللہ اعلم)۔

(گناہوں کا کفارہ اور مغفرت کے اسباب، ص ۳۱۳، بحوالہ ترغیب، ص ۳۱۴، جلد۔۱)

۱۲۔ حبط اعمال کا بارہواں سبب دل کی غفلت:

عَنْ اِبْنِ عُثْمَانَ بْنَ اَبِیْ ھِرْشٍ رضی اللّٰہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ و سلم

قال لا يَقْبَلَ اللّٰه مِنْ عَبْدٍ عَمَلاً حَتّٰى يَشْهَدَ قَلْبه" مَعَ بَدَنِهٖ.

ترجمہ: حضرت ابن عثمان بن ابی ھرشؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کے عمل کو اس وقت تک قبول نہیں فرماتے جب تک کہ اس کا دل اس کے بدن کے ساتھ حاضر نہ ہو (یعنی یکسوئی اور قلبی توجہ کیساتھ عمل کیا جائے)۔

(گناہوں کا کفارہ اور مغفرت کے اسباب، ص ۳۱۳، بحوالہ محمد بن نصر والدیلمی)

۱۳۔ حبط اعمال کا تیرہواں سبب ترک نماز:

عَنْ عُمَرَ بْنَ الخطّابِ رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه و سلم مَنْ تَرَكَ الصَّلاة مُتَعَمِّدًا اَحْبَطَ اللّٰهُ عَمَلَهٗ وَ بَرِاَّتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ حَتّٰى يُرَاجِعَ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ تَوْبَةً.

ترجمہ: حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے جان بوجھ کر (بلا کسی شرعی عذر کے) نماز چھوڑ دی اللہ تعالیٰ اس کے عمل کو برباد کر دیں گے اور حق تعالیٰ شانہ اس سے بری الذمہ ہو جائیں گے حتیٰ کہ وہ اللہ عزوجل کی طرف رجوع کرے توبہ کرتے ہوئے یعنی وہ صدق دل سے توبہ کرے۔

(گناہوں کا کفارہ اور مغفرت کے اسباب، ص ۳۱۳، ۳۱۴، بحوالہ الاصبہانی)

۱۴۔ حبط اعمال کا چودہواں سبب ترک جمعہ:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما قَالَ خَطَبَنَا رسول اللّٰه صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ و سَلَّمَ وَ فِيْهِ عَنْ صَلَاةِ الجُمُعَةِ فَمَنْ تَرَكَهَا فِىْ حَيَاتِىْ اَوْ بَعْدَ مَمَاتِىْ وَلَهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ اَوْ جَائِرٌ استخفافاً بِهَا اَوْ جُحُوْدًا بِهَافَلَا جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهٗ وَلَا بَارَكَ لَهٗ فِىْ اَمْرِهٖ، اَلَا وَ لا صَلوٰةَ لَّهٗ، اَلا وَلَا زَكوٰةَ لَّهٗ، اَلَا وَلَا حَجَّ لَهٗ، اَلَا وَلَا صَوْمَ لَهٗ، اَلا وَلَا بِرَّ لَهٗ حَتّٰى يَتُوْبَ فَمَنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ہمیں خطاب فرمایا اور اس خطاب میں نماز جمعہ کے بارے میں ارشاد فرمایا جس شخص نے نماز جمعہ کو میری

زندگی میں یا میرے دنیا سے پردہ کرنے کے بعد ہلکا سمجھتے ہوئے یا اس کا انکار کرتے ہوئے چھوڑا اور اس کے لئے امام عادل ہو یا ظالم تو اللہ تعالیٰ اس کے متفرق امور کو جمع نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس کے امور میں برکت نہ دے۔ خبردار! اس کی نماز قبول نہیں ہے۔ خبردار! اس کی زکوٰۃ قبول نہیں ہے۔ خبردار! اس کا حج قبول نہیں ہے۔ خبردار! اس کا روزہ قبول نہیں ہے۔ خبردار! اس کی کوئی نیکی قبول نہیں ہے حتّٰی کہ وہ توبہ کرے اور جس شخص نے توبہ کرلی تو حق تعالیٰ (نظر رحمت سے) اس کی طرف متوجہ ہوجائیں گے یعنی اس کی توبہ قبول فرمائیں گے۔ (حوالہ بالا، ص ۳۱۴، ۳۱۵، بحوالہ سنن ابن ماجہ)

۱۵۔ حبط اعمال کا پندرہواں سبب تقدیر کو جھٹلانا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

ثَلاثَۃٌ" لَا یَقْبَلَ اللّٰہُ مِنْھُمْ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا ، عَاقّ" و منَّان" و مُکَذِّب" بالقَدْرِ .

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تین قسم کے لوگوں سے نہ فرض قبول کرے گا اور نہ نفل۔ (۱) والدین کی نافرمان اولاد (۲) خرچ کرکے احسان جتلانے والا (۳) تقدیر کو جھٹلانے والا۔

(بربادی اعمال کے اسباب، ص ۱۳۱۔ بحوالہ اَلسُّنَّۃُ لِابْنِ ابی عاصم، المعجم الکبیر)

حبط اعمال کا سولھواں سبب والدین کی نافرمانی:

عَنْ ثوبانَ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم ثَلَاثَۃٌ" لَا یَنْفَعُ مَعَھُنَّ عَمَل" . الشرک باللّٰہ و عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ .

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین صفات ایسی ہیں جن کے ہوتے ہوئے کوئی عمل نفع نہیں دے گا۔ (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) والدین کی نافرمانی (۳) میدان جنگ سے بھاگنا۔

(گناہوں کا کفارہ اور مغفرت کے اسباب، ص ۳۱۵، بحوالہ طبرانی وترغیب)

۱۷۔ حبط اعمال کا سترہواں سبب میدانِ جہاد (قتال) سے بھاگنا:

دلیل: حدیث بالا

(جاری ہے)

۱۸۔ حبط اعمال کا اٹھارواں سبب حرام کھانا:

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی اللّٰہ عَنْهُمَااَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہ عَلَیہِ و سلَّمَ قَالَ لِسَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللّٰہ عنہ: یا سَعْدُ اَطِبْ مَطْعَمَکَ تکُنْ مُسْتَجابَ الدَّعْوَۃِ ، وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَقْذِفُ اللُّقْمَۃَ الْحَرامِ فِیْ جَوْ فِہٖ مَا یُتَقَبَّلُ مِنْہُ عَمَلُ اَرْبَعِیْن یَوْمًا وَ اَیُّمَا عَبْدٍ بَنَتَ لَحْمہ" مِنْ سُحْتٍ فَاالنَّارُ اَوْلیٰ بِہٖ .

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا، اپنا کھانا حلال رکھو یعنی حلال کھایا کرو مستجاب الدعا بن جاؤ گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے آدمی لقمہ حرام اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے جس کی نحوست سے چالیس دن تک کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ حرام کمائی سے جس کا گوشت پرورش پائے دوزخ کی آگ اس کے لئے زیادہ مناسب ہے۔

(گناہوں کا کفارہ اور مغفرت کے اسباب ص۳۱۶، بحوالہ ترغیب، ص۵۴۷، ج۔۲)

(جاری ہے)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّ حْمٰنِ الرَّ حِیْمo

یَـا مُصَوِّرُیَا مُصَوِّرُیَا مُصَوِّرُوَ لَقَدْ خَلَقْنَاالْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍمِّنْ طِیْنٍ oثُمَّ جَعَلْنٰہُ نُطْفَۃً فِیْ قَرَارٍمَکِیْنٍ oثُـمَّ خَـلَـقْنَاالنُّطْفَۃَعَلَقَۃًفَخَلَقْنَاالْعَلَقَۃَمُضْغَۃً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَۃَ عِظٰما فَـکَسَـوْنَاعِظٰمَ لَحْماً ق ثُـمَّ اَنْشَـئْـنٰـہُ خَلْقاً اٰخَرَفَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ o رَبِّ ھَـبْ لِیْ مِنَ الصَّالِحِیْنِ oرَبِّ لَا تَـذَرْنِیْ فَرْدًاوَّ اَنْتَ خَیْرُالْوَارِثِیْن oرَبِّ ھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَۃً طَیِّبَۃً ط اِنَّکَ سَـمِیْعُ الدُّعَاءِ ط یَھَـبُ لِـمَنْ یَّشَآءُ اِنٰثاوَّیَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرًا ط اِلٰھِی بَحُرْمَتِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وَ اَھْلِ بَیْتِ الْعِظَّام.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّ حْمٰنِ الرَّ حِیْمo

یَـامُصَوِّرُیَا مُصَوِّرُیَا مُصَوِّرُ وَ لَقَدْ خَلَقْنَاالْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍمِّنْ طِیْنٍ oثُمَّ جَعَلْنٰہُ نُطْفَۃً فِیْ قَرَارٍمَکِیْنٍ oثُـمَّ خَـلَـقْنَاالنُّطْفَۃَعَلَقَۃًفَخَلَقْنَاالْعَلَقَۃَمُضْغَۃً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَۃَ عِظٰماً فَکَسَوْنَاعِظٰمَ لَحْماً ق ثُمَّ اَنْشَئْنٰہُ خَلْقاً اٰخَرَفَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْن oرَبِّ ھَبْ لِـیْ مِـنَ الـصَّالِحِیْن oرَبِّ لَا تَـذَرْنِـیْ فَـرْدًاوَّ اَنْـتَ خَیْرُالْوَارِثِیْن oرَبِّ ھَـبْ لِیْ مِنْ لَدُنْکَ ذُرِّیَۃً طَیِّبَۃً ط اِنَّکَ سَـمِیْعُ الدُّعَاءِ ط یَھَـبُ لِـمَنْ یَّشَآءُ اِنٰثاوَّیَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرًا ط اِلٰھِی بَحُرْمَتِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وَ اَھْلِ بَیْتِ الْعِظَّام.

دارۂ اشرفیہ عزیزیہ کی تربیتی ترتیب

حضرت مولانا محمد اشرف سلیمانی پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی روشنی میں تربیتی ترتیب کو تین درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

درجہ اوّل: تعلیم الاسلام (مفتی کفایت اللہ صاحبؒ) کا چار پانچ مرتبہ مطالعہ تاکہ مسائل ذہن نشین ہو جائیں، جہاں سمجھ نہ آئے خود فیصلہ کرنے کی بجائے علماء سے پوچھنا، استعداد اچھی ہو تو اپنے گھر یا مسجد میں چند ساتھیوں کے ساتھ مل کر اس کو سبقاً سبقاً پڑھنا۔

اُم الامراض، اکابر کا سلوک واحسان، فیضِ شیخ (حضرت مولانا زکریاؒ)

تسہیلِ قصد السبیل، تسہیل المواعظ، اصلاحی نصاب (دس رسالوں کا مجموعہ از حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

درجہ دوم: بہشتی زیور، ملفوظاتِ حکیم الامت (مولانا اشرف علی تھانویؒ)، اُسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحبؒ)، آپ بیتی (حضرت مولانا زکریاؒ)، تذکرۃ الاولیاء (شیخ فریدالدین عطارؒ) اور کیمیائے سعادت (امام غزالیؒ)

درجہ سوم: سلوکِ سلیمانی (حضرت مولانا محمد اشرف سلیمانیؒ) تربیت السالک، التکشف، بوادر نوادر، انفاس عیسیٰ، بصائر حکیم الامت (حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)، احیاء العلوم (امام غزالیؒ)

جھری ذِکر کی احتیاط اور طریقہ

سارے تصوف کے سلاسل کی طرح ہمارے سلسلہ میں بھی ذِکر کو قلب کی اصلاح میں بطور بنیادی ذریعہ شامل کیا گیا ہے۔ سلسلہ کی ترتیب میں چشتیہ صابریہ جہری طریقہ ذِکر، ضرب کے ساتھ اختیار کیا گیا ہے۔ پہلے درجہ میں صرف سو بار **لاالہ الا اللہ**، سو بار **الا اللّٰہ** اور سو بار **اللّٰہ** کا ذِکر کیا جاتا ہے۔ دوسرے اور تیسرے درجہ

میں لا الہ الااللّٰہ دوسوبار، الااللّٰہ چارسوبار اللّٰہُ اللّٰہ چھ سوبار، اللّٰہ سوبار کی اجازت دی جاتی ہے۔

کتابوں کا مطالعہ تو ہر کوئی کرسکتا ہے جبکہ جہری ذِکر کی ترتیب کے لیے بیعت، مشورہ اور اس کے طریقہ کو بالمشافہ (آمنے سامنے) سیکھنا ضروری ہے، خود سے کرنے میں ذہنی و جسمانی نقصان کا خطرہ ہوسکتا ہے۔

ایک ناقابلِ انکار حقیقت

انسان خدا تعالیٰ کا انکار کرسکتا ہے، رسول کا انکار کرسکتا ہے آخرت کا انکار کرسکتا ہے لیکن ایک ایسی حقیقت جس کا انکار نہیں کرسکتا وہ موت ہے۔

؎ جان جانی ہے جا کر رہے گی — موت آنی ہے آ کر رہے گی

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ

ترجمہ: ہر جی کو چکھنی ہے موت اور تم کو قیامت کے دن پورے بدلے ملیں گے۔ پھر جو کوئی دور کیا گیا دوزخ سے اور داخل کیا گیا جنت میں اُس کا کام تو بن گیا۔

؎ پھول بننے کی خوشی میں مسکرائی تھی کلی — کیا خبر تھی یہ تغیر موت کا پیغام ہے

اَلْمَوْتُ قَدَحٌ كُلُّ نَفْسٍ شَارِبُوْهَا — وَالْقَبْرُ بَابٌ كُلُّ نَفْسٍ دَاخِلُوْهَا

ترجمہ: موت ایک پیالہ ہے جسے ہر نفس نے پینا ہے اور قبر ایک دروازہ ہے جس سے ہر نفس نے داخل ہونا ہے۔

حضرت مولانا محمد اشرف صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ اُن کے شیخ حضرت شاہ عبدالعزیز دعا جو دہلوی رحمت اللہ علیہ تہجد سے پہلے یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

شب تاریک، رہ باریک، منزل دور، من تنہا — دستم گیر یا اللہ!، دستم گیر یا اللہ!

رات اندھیری، راہ ہے ٹیڑھی، منزل دور اور ہم تنہا — پکڑیو ہاتھ یا اللہ!، پکڑیو ہاتھ یا

اللہ!

بہرحال جن کی آخرت آباد ہے اُن کے لئے تو بشارت ہے:

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُّوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ

ترجمہ: موت ایک پُل ہے جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ ہی شعر پڑھا کرتے تھے:

؎ بلا سے نزع میں تکلیف کیا ہے سکونِ خاطر بھی کم نہیں ہے
کسی سے ملنے کی ہیں اُمیدیں کسی سے چھٹنے کا غم نہیں ہے

یہ عالم عیش و عشرت کا یہ حالت کیف و مستی کی
بلند اپنا تخیل کر یہ سب باتیں ہیں پستی کی

جہاں دراصل ویرانہ ہے گو صورت ہے بستی کی
بس اتنی سی حقیقت ہے 'فریبِ خوابِ ہستی' کی

کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ ہو جائے

ادارۂ اشرفیہ عزیزیہ کی تربیتی سرگرمیاں

اِدارۂ اشرفیہ عزیزیہ، جو بندہ کے شیخ حضرت مولانا محمد اشرف صاحب سلیمانی پشاوریؒ اور حضرت مولانا محمد اشرف صاحبؒ کے شیخ شاہ عبدالعزیز دعا جو دہلویؒ کی یاد میں قائم ہوا ہے، سالانہ مندرجہ ذیل اصلاحی سرگرمیوں میں مصروف رہتا ہے۔

۱۔ درسِ قرآن: ہفتہ میں چھ دن بعد نمازِ عشاء، مدینہ مسجد، پشاور یونیورسٹی۔

۲۔ مجلسِ ملفوظات: ہفتہ میں سات دن بوقتِ اشراق، مسجدِ فردوس، پشاور یونیورسٹی۔

۳۔ مجلسِ ذکر: بروزِ اتوار مغرب تا عشاء، مدینہ مسجد، پشاور یونیورسٹی۔

۴۔ مجلسِ ذکر: بروزِ پیر مغرب تا عشاء، مسجدِ نور، فیز تھری، حیات آباد، پشاور۔

۵۔ مجلسِ ذکر: بروزِ منگل مغرب تا عشاء، مسجدِ فردوس، پشاور یونیورسٹی۔

۶۔ عورتوں کی مجلس: بروزِ ہفتہ عصر تا مغرب، حضرت مولانا اشرف صاحبؒ کے گھر، دھوبی گھاٹ، پشاور یونیورسٹی۔

۷۔ جمعہ کا خطبہ: مدینہ مسجد، پشاور یونیورسٹی۔

۸۔ ماہوار اجتماع: اس کے لئے تاریخ مقرر کی جاتی ہے۔ اجتماع بروزِ ہفتہ مغرب سے

شروع ہو کر بوقت چاشت اتوار کو ختم ہوتا ہے۔ مہمانوں کے قیام و طعام کا بندوبست ادارہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

۹۔ رمضان: پہلے بیس دن ہر روز مغرب سے پہلے مدینہ مسجد، پشاور یونیورسٹی میں مجلسِ ذکر ہوتی ہے۔ مہمانوں کا افطار ادارہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ آخری عشرہ میں تربیتی اعتکاف ہوتا ہے جس میں کثیر تعداد شرکت فرماتی ہے۔

۱۰۔ موسمِ گرما کا اجتماع: موسمِ گرما میں شمالی علاقہ جات میں کسی ٹھنڈے مقام پر سالانہ

اجتماع منعقد کیا جاتا ہے۔

(ڈاکٹر فدا محمد مد ظلہٗ)

☆☆☆☆☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

یَا مُصَوِّرُ یَا مُصَوِّرُ یَا مُصَوِّرُ وَ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ سُلٰلَۃٍ مِّنۡ طِیۡنٍ ○ ثُمَّ جَعَلۡنٰہُ نُطۡفَۃً فِیۡ قَرَارٍ مَّکِیۡنٍ ○ ثُمَّ خَلَقۡنَا النُّطۡفَۃَ عَلَقَۃً فَخَلَقۡنَا الۡعَلَقَۃَ مُضۡغَۃً فَخَلَقۡنَا الۡمُضۡغَۃَ عِظٰمًا فَکَسَوۡنَا الۡعِظٰمَ لَحۡمًا ق ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰہُ خَلۡقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ ○ رَبِّ ھَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ○ رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡوٰرِثِیۡنَ ○ رَبِّ ھَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً ط اِنَّکَ سَمِیۡعُ الدُّعَآءِ ط یَھَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَھَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ ط اِلٰھِی بِحُرۡمَتِ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمۡ وَ اَھۡلِ بَیۡتِ الۡعِظَّام.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

یَا مُصَوِّرُ یَا مُصَوِّرُ یَا مُصَوِّرُ وَ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ سُلٰلَۃٍ مِّنۡ طِیۡنٍ ○ ثُمَّ جَعَلۡنٰہُ نُطۡفَۃً فِیۡ قَرَارٍ مَّکِیۡنٍ ○ ثُمَّ خَلَقۡنَا النُّطۡفَۃَ عَلَقَۃً فَخَلَقۡنَا الۡعَلَقَۃَ مُضۡغَۃً فَخَلَقۡنَا الۡمُضۡغَۃَ عِظٰمًا فَکَسَوۡنَا الۡعِظٰمَ لَحۡمًا ق ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰہُ خَلۡقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ

اَحۡسَنُ الۡخَالِقِیۡن ٥ رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِیۡن ٥ رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡوَارِثِیۡن ٥ رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ۚ اِنَّکَ سَمِیۡعُ الدُّعَاءِ ۚ یَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنٰثًا وَّیَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرًا ۚ اِلٰهِی بِحُرۡمَتِ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمۡ وَ اَهۡلِ بَیۡتِ الۡعِظَّام.

ادارۂ اشرفیہ عزیزیہ کی تربیتی ترتیب

حضرت مولانا محمد اشرف سلیمانی پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی روشنی میں تربیتی ترتیب کو تین درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

درجہ اوّل: تعلیم الاسلام (مفتی کفایت اللہ صاحبؒ) کا چار پانچ مرتبہ مطالعہ تاکہ مسائل ذہن نشین ہو جائیں، جہاں سمجھ نہ آئے خود فیصلہ کرنے کی بجائے علماء سے پوچھنا، استعداد اچھی ہو تو اپنے گھر یا مسجد میں چند ساتھیوں کے ساتھ مل کر اس کو سبقاً سبقاً پڑھنا۔

اُم الامراض، اکابر کا سلوک واحسان، فیضِ شیخ (حضرت مولانا زکریاؒ)

تسہیلِ قصد السبیل، تسہیل المواعظ، اصلاحی نصاب (دس رسالوں کا مجموعہ از حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

درجہ دوم: بہشتی زیور، ملفوظاتِ حکیم الامت (مولانا اشرف علی تھانویؒ)، اُسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحبؒ)، آپ بیتی (حضرت مولانا زکریاؒ)، تذکرۃ الاولیاء (شیخ فریدالدین عطارؒ) اور کیمیائے سعادت (امام غزالیؒ)

درجہ سوم: سلوکِ سلیمانی (حضرت مولانا محمد اشرف سلیمانیؒ) تربیت السالک، التکشف، بوادر نوادر، انفاس عیسیٰ، بصائر حکیم الامت (حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)، احیاء العلوم (امام غزالیؒ)

جھری ذِکر کی احتیاط اور طریقہ

سارے تصوف کے سلاسل کی طرح ہمارے سلسلہ میں بھی ذِکر کو قلب کی اصلاح میں بطور بنیادی ذریعہ شامل کیا گیا ہے۔سلسلہ کی ترتیب میں چشتیہ صابریہ جھری طریقہ ذِکر،ضرب کے ساتھ اختیار کیا گیا ہے۔ پہلے درجہ میں صرف سوبار **لاالہ الا اللّٰہ**،سوبار **الا اللّٰہ** اور سوبار **اللّٰہ** کا ذِکر کیا جاتا ہے۔دوسرے اور تیسرے درجہ میں **لا الہ الا اللّٰہ** دوسوبار،**الا اللّٰہ** چارسوبار **اَللّٰہُ اللّٰہ** چھ سوبار، **اللّٰہ** سوبار کی اجازت دی جاتی ہے۔

کتابوں کا مطالعہ تو ہر کوئی کرسکتا ہے جبکہ جھری ذِکر کی ترتیب کے لیے بیعت،مشورہ اور اس کے طریقہ کو بالمشافہ(آمنے سامنے)سیکھنا ضروری ہے،خود سے کرنے میں ذہنی وجسمانی نقصان کا خطرہ ہوسکتا ہے۔

ایک ناقابلِ انکار حقیقت

انسان خدا تعالیٰ کا انکار کرسکتا ہے، رسول کا انکار کرسکتا ہے آخرت کا انکار کرسکتا ہے لیکن ایک ایسی حقیقت جس کا انکار نہیں کرسکتا وہ موت ہے۔

؎ جان جانی ہے جا کر رہے گی　　موت آنی ہے آ کر رہے گی

کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ط فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ

ترجمہ: ہر جی کو چکھنی ہے موت اور تم کو قیامت کے دن پورے بدلے ملیں گے۔ پھر جو کوئی دور کیا گیا دوزخ سے اور داخل کیا گیا جنت میں اُس کا کام تو بن گیا۔

؎ پھول بننے کی خوشی میں مسکرائی تھی کلی　　کیا خبر تھی یہ تغیر موت کا پیغام ہے

اَلْمَوْتُ قَدْحٌ کُلُّ نَفْسٌ شَارِبُوْهَا　　وَالْقَبْرُ بَابٌ کُلُّ نَفْسٌ دَاخِلُوْهَا

ترجمہ:موت ایک پیالہ ہے جسے ہر نفس نے پینا ہے اور قبر ایک دروازہ ہے جس سے ہر نفس نے داخل ہونا ہے۔

حضرت مولانا محمد اشرف صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ اُن کے شیخ حضرت شاہ عبدالعزیز دعاجو دہلوی رحمت اللہ علیہ تہجد سے پہلے یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

شب تاریک، رہ باریک، منزل دور، من تنہا دستم گیر یا اللہ!، دستم گیر یا اللہ!

رات اندھیری، راہ ہے ٹیڑھی، منزل دور اور ہم تنہا پکڑیو ہاتھ یا اللہ!، پکڑیو ہاتھ یا اللہ!

بہرحال جن کی آخرت آباد ہے اُن کے لئے تو بشارت ہے:

اَلْمَوْتُ جَسْرٌ یُّوْصَلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْب

ترجمہ: موت ایک پُل ہے جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

بلا سے نزع میں تکلیف کیا ہے سکونِ خاطر بھی کم نہیں ہے
کسی سے ملنے کی ہیں اُمیدیں کسی سے چھٹنے کا غم نہیں ہے

یہ عالم عیش و عشرت کا یہ حالت کیف و مستی کی بلند اپنا تخیل کر یہ سب باتیں ہیں پستی کی
جہاں دراصل ویرانہ ہے گو صورت ہے بستی کی بس اتنی سی حقیقت ہے 'فریبِ خوابِ ہستی' کی
کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ ہو جائے

ادارۂ اشرفیہ عزیزیہ کی تربیتی سرگرمیاں

اِدارۂ اشرفیہ عزیزیہ، جو بندہ کے شیخ حضرت مولانا محمد اشرف صاحب سلیمانی پشاوریؒ اور حضرت مولانا محمد اشرف صاحبؒ کے شیخ شاہ عبدالعزیز دعا جو دہلویؒ کی یاد میں قائم ہوا ہے، سالانہ مندرجہ ذیل اصلاحی سرگرمیوں میں مصروف رہتا ہے۔

۱۔ درسِ قرآن: ہفتہ میں چھ دن بعد نماز عشاء، مدینہ مسجد، پشاور یونیورسٹی۔

۲۔ مجلسِ ملفوظات: ہفتہ میں سات دن بوقتِ اشراق، مسجدِ فردوس، پشاور یونیورسٹی۔

۳۔ مجلسِ ذکر: بروزِ اتوار مغرب تا عشاء، مدینہ مسجد، پشاور یونیورسٹی۔

۴۔ مجلسِ ذکر: بروزِ پیر مغرب تا عشاء، مسجدِ نور، فیز تھری، حیات آباد، پشاور۔

۵۔ مجلسِ ذکر: بروزِ منگل مغرب تا عشاء، مسجدِ فردوس، پشاور یونیورسٹی۔

۶۔ عورتوں کی مجلس: بروزِ ہفتہ عصر تا مغرب، حضرت مولانا اشرف صاحبؒ کے گھر، دھوبی گھاٹ، پشاور یونیورسٹی۔

۷۔ جمعہ کا خطبہ: مدینہ مسجد، پشاور یونیورسٹی۔

۸۔ ماہوار اجتماع: اس کے لئے تاریخ مقرر کی جاتی ہے۔ اجتماع بروزِ ہفتہ مغرب سے شروع ہوکر بوقت چاشت اتوار کو ختم ہوتا ہے۔ مہمانوں کے قیام وطعام کا بندوبست ادارہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

۹۔ رمضان: پہلے بیس دن ہر روز مغرب سے پہلے مدینہ مسجد، پشاور یونیورسٹی میں مجلسِ ذکر ہوتی ہے۔ مہمانوں کا افطار ادارہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ آخری عشرہ میں تربیتی اعتکاف ہوتا ہے جس میں کثیر تعداد شرکت فرماتی ہے۔

۱۰۔ موسمِ گرما کا اجتماع: موسمِ گرما میں شمالی علاقہ جات میں کسی ٹھنڈے مقام پر سالانہ اجتماع منعقد کیا جاتا ہے۔

(ڈاکٹر فدا محمد مدظلہٗ)

☆☆☆☆☆☆☆